مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی
معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان
ہفتہ وار
نقیب
پھلواری شریف پٹنہ

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ مولانا قاضی حبیب اللہ قاسمیؒ
■ شیر شاہ سوری، عہد، حکومت اور.....
■ حضرت خواجہ فرید الدین شکر گنج
■ ہجومی تشدد کا سلسلہ آخر کب بند ہوگا
■ غیر دستوری سرگرمیاں امتناعی قانون
■ اخبار جہاں، تعلیم و روزگار
■ طب وصحت، ہفتہ رفتہ، ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 37 مورخہ ۳ رصفر المظفر ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۱ رستمبر ۲۰۲۰ء روز سوموار

حالات کی تبدیلی ہمارے کردار پر منحصر

مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی دامت برکاتہم امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ

ہم نہ آج اکثریت میں ہیں، نہ تیرہ سو سال پہلے اکثریت میں تھے اور نہ چھ سو سال پہلے جب ہماری طوطی بولتی تھی، اکثریت میں نہیں تھے، جب بھی تھے اقلیت میں تھے، آج بھی اقلیت میں ہیں، ہماری تاریخ یہ بتاتی ہے کہ معاملہ اقلیت اور اکثریت کا کبھی نہیں رہا ہے، معاملہ پکے اور کچے مسلمان کا رہا ہے، وہ پکے مسلمان تھے جو کتابوں میں اسلام کو پڑھتے تھے، اس پر عمل کرنے والے تھے، اس لیے اللہ نے انہیں اس ملک کی حکومت عطاء کی تھی، أَنَّ الأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُونَ، کہ اللہ اپنی زمین کا وارث نیک بندوں کو بناتے ہیں، آج ہم صرف نام کے مسلمان ہیں اس لیے ذلت ونکبت ہمارا مقدر ہے۔

ایمر جنسی کا زمانہ تھا اور مختلف قسم کی زیادتی پبلک کے اوپر ہو رہی تھی، میں کونسل کا ممبر تھا، کونسل میں میں نے ایمر جنسی کے خلاف زبردست تقریر کی، بعض کونسل کے ممبر نے مجھ سے کہا کہ اب آپ کی گرفتاری طے ہے، اس لئے کہ ایمر جنسی کے خلاف بولنے کا مطلب گرفتاری ہے، لیکن مجھے جو کہنا تھا کہہ دیا اور حق کی آواز بلند کردی، کونسل میں ایک پرانے غیر مسلم ایم ایل سی تھے، انہوں نے کہا کہ مولانا صاحب آج سمجھ میں آیا کہ مسلمان کیا ہوتا ہے، وہ نا مساعد حالات سے نہیں گھبراتا ہے، وہ آندھیوں میں بھی چراغ جلاتا ہے، مسلمان کا مطلب ہے مسلم ایمان۔ ایسا کیوں کہا؟ اس لیے کہ ایک آدمی ایمان کی بدولت سچ بول رہا تھا، دل میں تو سب کے تھا، مگر ظاہر کوئی نہیں کر رہا تھا، مگر ایک آدمی نے ایمان کی بدولت مضبوطی سے بات کہی، پھر سارے لوگ چونکے اور سارے لوگوں نے کہا بات صحیح ہے، تو ہمارے بڑے جو اس ملک میں آئے تھے ان کے پاس بھی مسلم ایمان تھا، وہ سچ بولتے تھے، جھوٹ نہیں بولتے تھے، ان کا کردار بڑا مضبوط تھا، وہ اصول کے بڑے پابند تھے، اسلام پر پوری پابندی سے عمل کرتے تھے اور انصاف کرتے تھے، پنچایتی کرتے تھے تو ٹھیک ٹھاک کرتے تھے، لیکن اب لوگ ہمارے کردار سے متاثر نہیں ہو رہے ہیں، کیونکہ ہمارا کردار خراب ہو گیا ہے، اسی کشن گنج کے اندر جہاں کثیر مسلم آبادی ہے، یہی دیناجپور جس کے اندر بڑی مسلم آبادی ہے، دیکھ لیجئے صورتحال کیا ہے، زندگی کا کون سا گوشہ اسلام کے مطابق ہمارا گذر رہا ہے، نکاح کی تقریب ہی کو لے لیجئے، کیا غیر مسلموں کی شادی اور مسلمانوں کی شادیوں میں کوئی فرق رہ گیا ہے؟ نہیں، وہی ڈھول طبلہ، ناچ گانا سب ہو رہا ہے۔

میں ایک دفعہ کشن گنج شہر میں داخل ہو رہا تھا، رات کے کوئی آٹھ بج رہے ہوں گے، لڑکے اور لڑکیاں ناچ رہی تھیں اور ڈی جے بج رہا تھا، سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ بارات کسی مسلمان کی جا رہی ہے یا غیر مسلم کی کہ اچانک میری نگاہ ایک آدمی پر پڑی جو داڑھی رکھے ہوئے ناچنے گانے کے ماحول میں آگے آگے تھے، تب میری سمجھ میں آ گیا کہ یہ بارات کسی مسلمان کی ہے، اس کے بعد کسی نے مجھے پہچان لیا، تو کہا کہ گاڑی کو راستہ دو، حضرت صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، لیجئے، اللہ سے شرم نہیں آتی، حضرت صاحب سے شرم آتی ہے، یہ حال ہے ہماری شادیوں، ہماری تقریبات کا، اسلامی تہذیب کا کوئی نام ونشان نہیں ہے، مرد عورتوں کا اختلاط ہے، گانا بجانا ہے، انصاف سے کہئے کیا اللہ کی نگاہ میں ہم ظالم ہیں یا نہیں، ہم دنیا میں اپنے آپ کو جتنا مظلوم ثابت کر ڈالیں، مگر ہمارا عمل یہ بتاتا ہے کہ ہم بڑے ظالم ہیں۔

میں اررہ ضلع گیا ہوا تھا، وہاں ایک صاحب نے میرے سامنے ایک معاملہ پیش کیا کہ فلاں حاجی صاحب مسجد توڑنے پر بضد ہیں، میں نے حاجی صاحب کو بلایا، خیریت دریافت کی، حاجی صاحب نے ایک حج نہیں دو حج کر رکھا تھا اور ماشاء اللہ ہر سال ایک چلہ لگایا کرتے، ہم نے سمجھا کہ معاملہ آسان ہے، جماعت سے وابستہ ہیں، حاجی ہیں، نمازی ہیں، سمجھانے میں آسانی ہوگی، معاملہ بہت جلد حل ہو جائے گا، ہم نے حاجی صاحب سے پوچھا کہ معاملہ کیا ہے؟ کہا کہ میرے باپ دادا کی جو جائداد تھی اس کے اندر یہ زمین بھی تھی، زمین کی تقسیم ہوئی نہیں اور ہمارے چار بھائیوں نے مسجد کے لئے یہ زمین دے دی، میں پانچواں بھائی ہوں، میں نے اجازت نہیں دی تھی، اب تقسیم کے بعد اس کے اندر پانچواں حصہ میری زمین کا ہے اور میں اپنی زمین پر مسجد نہیں رہنے دینا چاہتا ہوں، مجھے ان کا جواب سن کر بڑی حیرت ہوئی، میں سوچنے لگا کہ اس کا کیا علاج کیا جائے، اللہ نے دل میں بات ڈال دی، میں نے لوگوں سے کہا کہ بھائی پھاوڑا لاؤ، کدال لاؤ، حاجی صاحب نے میری بات سن کر پوچھا یہ سب کیوں منگا رہے ہیں، میں نے کہا کہ دیر کرنے کی ضرورت کیا ہے، جب مسجد توڑنا ہی ٹھہرا تو پہلا پھاوڑا ہم چلائیں گے، دوسرا پھاوڑا آپ چلائیں گے، تیسرا اور چوتھا آپ کے بھائی لوگ چلائیں گے اور مسجد کا یہ حصہ توڑ دیا جائیگا اور معاملہ ختم ہو جائے گا، حاجی صاحب کے دل پر نہ جانے اس کا کیا اثر ہوا وہ کہنے لگے نہیں نہیں مولانا صاحب ایسا نہ کیجئے، مسجد مت توڑیے، آپ اپنے ہاتھ سے مسجد توڑیں گے ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے، پھر اللہ نے مسجد بچالی، دیکھا آپ نے یہ ہے ہمارا ایمان، اگر مسجد بن گئی غلطی سے ہماری زمین کے اوپر اور وہ بھی دو چار رفٹ تو ہم چاہتے ہیں کہ مسجد نہ رہے اور مستقل سولہ سال سے اس پر جھگڑا اچل رہا تھا، سوچئے کیا اس کردار کے سہارے ہم سر بلند قوم بنیں گے، نہیں ہرگز نہیں۔

بنیادی بات یہ ہے کہ ہم اپنی لیکھ سے ہٹ گئے، اپنے طریقے سے ہٹ گئے، اللہ کی رحمت تو آنا چاہتی ہے مگر ہم اتنے بدبخت ہو چکے ہیں، اتنے نالائق ہو گئے ہیں کہ اللہ کی رحمت کو آنے نہیں دینا چاہتے، اللہ کی رحمت کو ہم اور آپ اپنے غلط عمل سے روکے ہوئے ہیں، اگر آج بھی ہمارا کردار ٹھیک ہو، ہمارے معاملات ٹھیک ہوں، ہمارے اخلاق ٹھیک ہوں تو یقین مانئے اللہ کی رحمت کل بھی آئی تھی آج بھی آئے گی، کوئی اسے روک نہیں سکتا۔

آپ علماء اور خواص یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، میں آپ کو متنبہ کروں، لوگ مدرسوں کی تصدیق کرانے میرے پاس آتے ہیں، کبھی کبھی ان سے زمین کی رجسٹری کا کاغذ میں مانگ لیتا ہوں، مدرسے کے نام زمین ہے یا نہیں ذرا کاغذ دکھایئے، مسجد اگر آپ نے بنائی ہے یا بنا رہے ہیں، ابھی مکمل نہیں ہوئی ہے اور اپیل چاہئے تو ہمیں ذرا کاغذ مسجد کے نام کا دکھا دیجئے تو لوگ کہنے لگتے ہیں حضرت صاحب بہت سخت آدمی ہیں، دستاویز مانگتے ہیں۔ اس میں کاغذ وغیرہ دکھانے کی کیا ضرورت ہے، مدرسہ، مسجد کا معاملہ ہے، تصدیق دیدینی چاہیے۔

میرے بھائیو! یہ ذہن عام ہوتا جا رہا ہے، لوگ مدرسہ بنا رہے ہیں، مگر زمین ان کے اپنے نام پر ہے، مسجد بنا رہے ہیں، مگر زمین چچا کے نام پر ہے، بتایئے یہ صحیح ہے، کیا ایمانداری اسے ہی کہتے ہیں، ہرگز نہیں؟ ایک صاحب زادے مولوی دارالعلوم دیوبند کے فارغ میرے پاس آئے، ان کے بھائی ماشاء اللہ قابل مفتی اور اچھے خاصے عالم، کہنے لگے حضرت آپ ہی ہماری پنچایتی کر سکتے ہیں، ہمارا بھائی سے جھگڑا ہے، میں نے پوچھا بھائی کس بات کا جھگڑا ہے، وہ کہنے لگا جھگڑا حضرت یہ ہے کہ ہمارے بھائی نے مدرسہ بنایا ہے، میں اس میں پڑھا رہا ہوں، وہ اس کے ذمہ دار ہیں لیکن انہوں نے جو مدرسہ کی زمین خریدی ہے آدھی زمین ان کے نام سے ہے یعنی بھیا کے نام سے اور آدھی زمین ان کی اہلیہ یعنی بھابھی کے نام سے ہے، آپ ہی بتایئے بھائی میں ہوں، وہ آدھی زمین تو میرے نام سے ہونی چاہئے تھی، بھابھی کے نام سے بھیا نے کر دیا، کتنا غلط کیا انہوں نے، سوچئے! مدرسہ کی زمین کا دعویدار بھیا، اور دعویدار چھوٹے بھائی صاحب بن رہے ہیں، اور آدھی زمین بھابھی صاحبہ کے نام رجسٹرڈ ہے، بھلا بتایئے دین کے اس سرچشمہ سے کیسا دین پھوٹے گا اور پھر کہیں گے کہ محمد ولی رحمانی اس کی تائید کر دے، میں کیسے تائید کر دوں، میں ایسے لوگوں کی تائید میں اپیل نہیں لکھتا، یہ بالکل صحیح بات ہے۔ لیکن کیوں نہیں لکھتا ہوں، وہ اس واقعہ سے خود آپ بتایئے مجھے لکھنا چاہئے یا نہیں، اب مجھے بتایئے کہ ایسی شکل میں اللہ کی رحمت کیسے آئے گی اور اللہ تعالیٰ کس طرح ہمیں اور آپ کو نوازے گا۔

اس لیے مسئلہ اقلیت اور اکثریت کا نہیں ہے، مسئلہ ہے کردار کی مضبوطی کا، ایمان کی مضبوطی کا، اگر ایمان مضبوط ہوگا، کردار مضبوط ہوگا تو اقلیت میں ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، کل ڈیڑھ لاکھ تھے تو اللہ نے حکومت دی تھی، آج کروڑوں کے اندر ہیں، حکومت سے بے دخل۔ اللہ تعالیٰ ایک منٹ میں حالات بدل سکتا ہے، اس کے قبضہ قدرت کے اندر سب کچھ ہے، کوئی کام اس کے لیے مشکل نہیں، لیکن ہم لوگوں نے اللہ کی عبادت کے بجائے اللہ کو ناراض کرنا اپنے ذمہ میں لے لیا ہے اور خود سے یہ طے کر لیا ہے کہ چوں کہ میری تعداد تھوڑی ہے اس لئے ہمیں مار کھانا ہے، پریشان رہنا ہے، یہ مفروضہ ہے، ہم اور آپ غلط پروپیگنڈہ کے شکار ہو گئے ہیں، ہم اپنے کردار سے، اپنے معاملات سے، اپنے اخلاق سے مکمل مسلمان بن کر دکھائیں، سارا معاملہ خود حل ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی مدد بھی آئے گی، جس طرح پہلے آتی رہی ہے۔

اچھی باتیں

’’چیزیں بدل جاتی ہیں، لوگ بدل جاتے ہیں، تعلق بدل جاتا ہے، انسان خود بدل جاتا ہے، مگر وہ رب العالمین کبھی نہیں بدلتا، وہ آج بھی اتنا ہی مہربان اور محبت کرنے والا ہے، جتنا ہمیشہ سے تھا، اور ہمیشہ رہے گا ☆ جب انسان اتنا خاموش ہو جائے کہ وہ اپنے حق کے لیے بھی نہ بولے تو سمجھ لیجئے کہ وہ اپنے اندر بہت کچھ دفن کر چکا ہے ☆ چالاک اور شاطر لوگ اپنے آپ کو دلیلوں میں بے بس پا کر بحث کو اکثر ذاتیات کی طرف موڑ دیتے ہیں، تا کہ مخالف جذباتی ہو جائے اور غلطی کر بیٹھے۔‘‘

(حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

’’آج ملک کی تقدیر میں بدعنوانی کا دیمک اس طرح سے لگ گیا ہے کہ عوامی زندگی سماج اور سرکار کا کوئی ایسا میدان نہیں ہے جو اس سے بچا ہو، پارلیامنٹ سے سڑک تک، مندر سے دفتر تک اور عام آدمی سے خاص تک جس کو بھی جہاں موقع ملتا ہے، لوٹنے میں لگ جاتا ہے۔ حکومت میں بیٹھے لوگ اپنی لالچ میں لاکھوں کی زندگی سے کھلواڑ کرتے ہیں۔‘‘

(ہندوستان ۱۷ رستمبر ۲۰۲۰ء)

اللہ کی باتیں ، رسول اللہ کی باتیں

(از: مولانا رضوان احمد ندوی)

کسی صحابی کو نشانہ نہ بنایئے

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، اور جولوگ آپ کی صحبت پائے ہوئے ہیں، وہ ایمان نہ لانے والوں کے حق میں تو سخت ہیں اور آپس میں رحم دل، آپ ان کو دیکھئے کہ وہ رکوع کررہے ہیں، سجدہ کررہے ہیں اور اللہ کے فضل وکرم اور خوشنودی کے طلبگار ہیں، ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ان کا نشان نمایاں ہے، ان کے یہی اوصاف تورات میں بھی ہیں اور انجیل میں بھی، گویا ایک کھیتی ہے، جس نے اپنی کونپل نکالی، پھر اس کو مضبوط کیا تو وہ موٹی ہوگئی، پھر وہ اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی جو کسانوں کو بھلی لگتی ہے، تاکہ ان کے سبب کافروں کا دل جلائے جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں، اللہ نے ان سے مغفرت کا اور بڑے اجر کا وعدہ فرمایا ہے۔ (سورہ فتح ۲۹)

وضاحت:۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام کی عطر بیز ستائش وتعریف کی ہے اور ان سب کے لئے مغفرت اور اجر کا وعدہ فرمایا ہے، اس میں صحابہ کے پانچ بنیادی اوصاف بیان فرمائے گئے ہیں کہ وہ بڑے مخلص ونیک دل ہیں، ان کے چہرے کی علامت بتاتی ہے کہ وہ کثرت سے سجدہ ریز ہوتے ہیں، وہ بڑے رحم دل ہیں، بھائی بھائی بن کر انس ومحبت کی فضا میں زندگی گذارتے ہیں، ان تحسینی کلمات اور جملوں سے صحابہ کی عظمت واضح ہوتی ہے کہ وہ انسانیت کا عطر اور انسانی بلندی کی چوٹی پر تھے، گویا اس مقدس جماعت کا ہر فرد آسمان ہدایت کا روشن ستارہ اور انسانی معاشرے کا گوہر شب چراغ تھا، جو اس وقت پوری امت کے لئے اسوہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کی اتباع میں ہی خیر وبھلائی ہے، کیونکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین ہیں، آپ کے بعد کوئی اور نبی اور رسول نہیں آئیں گے، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد امت کے لئے قرآن مجید یعنی کتاب ہدایت کے ساتھ اپنے اصحاب کو بطور نمونہ چھوڑا ہے ،اس لئے انہیں برا بھلا کہنا یا لعن وطعن کرنا حرماں نصیبی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، میرے بعد ان کو طعن وتشنیع کا نشانہ نہ بناؤ، کیونکہ جس نے ان سے محبت کی، مجھ سے محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض وعناد کیا تو مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض کیا، جس نے ان کو ایذا پہونچائی اس نے مجھے ایذا پہونچائی اور جس نے مجھے ایذا پہونچائی اس نے اللہ کو ایذا پہونچائی اور جو اللہ کو ایذا پہونچانا چاہے تو قریب ہے کہ اللہ کا عذاب اس کو اپنی گرفت میں لے لے (ترمذی شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کو اپنی آزادانہ تنقید کا ہرگز نشانہ نہیں بنانا چاہئے ، جولوگ کسی بھی صحابی کی توہین کرتے ہیں ان پر سخت وعید اور پھٹکار ہے، اس لئے حضرت ابو ہریرہؓ کی شخصیت کو داغدار کرنے والے اپنے کردار وعمل کا محاسبہ کریں، حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی صحابی کی برائی بیان کرے، یا ان پر کسی عیب یا نقص کا الزام لگائے جو شخص ایسا کرے اس کی تادیب واجب ہے، حضرت ابو ہریرہؓ بلند پایہ صحابی تھے، ۷ھ میں مسلمان ہوئے ،انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت صحبت سے کسب فیض کیا، چنانچہ آٹھ سو سے زیادہ صحابہ وتابعین نے ان سے حدیثیں نقل کی ہیں، ان سے ۵۳۷۴ حدیثیں مروی ہیں، عہد نبوت کے بعد وہ عہد فاروقی میں بحرین کے والی تھے، پھر مدینہ کے بھی والی رہے اور مختلف جہات سے صحابہ وتابعین اور اولیاء کے درمیان ممتاز حیثیت کے حامل صحابی رہے، ان پر الزام تراشی کرنا گناہ ہے، اس لئے کسی بھی صحابی کے تمسخر سے بچیئے تاکہ آپ مؤمنانہ صفات کے ساتھ بہتر زندگی گذار سکیں۔

دو اخلاقی ہدایات

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اسے چاہئے کہ وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ یا تو بھلی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔ (ترمذی شریف)

مطلب:۔ اس حدیث پاک میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو دو اخلاقی ہدایات دی ہیں اور اس کو ایمان کامل کا جزو قرار دیا، اول یہ کہ ہر مومن بندہ کو چاہئے کہ وہ مہمانوں کا اکرام کرے، ان کی خاطر وتواضع میں کوئی کسر باقی نہ رکھے، قیام وطعام سے لے کر زبان وبیان تک ہر مرحلہ میں خندہ روئی سے پیش آئے، کیونکہ ہر انسان کسی نہ کسی وقت کسی کا مہمان ہوتا ہے، آج ہم اپنے مہمان کے ساتھ نیک سلوک اور عزت کا برتاؤ کریں گے تو کل وہ ہمارے ساتھ کرے گا، یہی دستور زمانہ ہے، البتہ مہمان کو کسی پر بار خاطر بن کر نہیں رہنا چاہئے کہ میزبان کلفت محسوس کرنے لگے، ایک حدیث میں اس کی تصریح کردی گئی کہ مہمان کو کسی کے یہاں تین دن سے زیادہ نہیں ٹھہرنا چاہئے ، کیونکہ اس سے صاحب خانہ کو تکلیف ہوگی اور اس پر بار پڑے گا، دوسرے یہ کہ ہر مومن بندہ کو چاہئے کہ وہ زبان کو قابو میں رکھے، زبان دل کی ترجمان ہے، دل میں جو خیالات واحساسات ابھرتے ہیں زبان ہی ان کو الفاظ کی شکل دیتے ہیں، زبان کی حفاظت، دل کی حفاظت کا بڑا ذریعہ ہے، اس لئے زبان سے جو بولئے سچ بولئے، سچائی سے ایمان کی اور جھوٹ سے نفاق کی پرورش ہوتی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچ بولنا نیکی کا راستہ بتاتا ہے اور نیکی جنت کو لے جاتی ہے، اور آدمی سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولتے بولتے وہ صدیق ہوجاتا ہے، جھوٹ بدکاری کا راستہ بتاتا ہے، اور بدکاری دوزخ کو لے جاتی ہے، اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ جھوٹ بولتے بولتے وہ خدا کے یہاں جھوٹا کہلانے لگتا ہے، (صحیح مسلم)

اس لئے زبان کے استعمال میں احتیاط برتئے، اگر خیر وبھلائی اور حق وانصاف کی کوئی بات کہنی ہو تو بولئے ورنہ خاموش رہیے ''من صمت نجا ''جو شخص خاموش رہا اس نے نجات پائی ، یہی ہے اسلام کی اخلاقی تعلیمات، جس کا پاس ولحاظ ہر کسی کو کرنا چاہئے۔

دینی مسائل

(از: مفتی محمد احتکام الحق قاسمی)

نکاح خوانی کی اجرت:

کیا نکاح خوانی کی اجرت لینا جائز ہے، اگر جائز ہے تو کس کے ذمہ ہے لڑکی والے کے یا لڑکا والے کے، اجرت کی مقدار کیا ہوگی؟

الجواب وباللّٰہ التوفیق

۱۔ نکاح پڑھانے کی اجرت شرعا جائز و درست ہے اور یہ اجرت اس فریق کے ذمہ ہے جو قاضی نکاح کو بلائے خواہ لڑکا والا بلائے یا لڑکی والا (کفایت المفتی ۱۴۸/۵)

۲۔ قاضی نکاح اپنے بلانے والے کے ساتھ باہمی رضامندی سے جو طے کرلیں یا جو معروف ومروج ہو وہی مقدار نکاح خوانی کی اجرت ہوگی۔ وکل نکاح باشره القاضی وقد وجبت مباشرته علیه، کنکاح الصغار والصغائر فلایحل له أخذ الأجرة علیه ومالم تجب مباشرته علیه حل له أخذ الأجرة علیه، کذا فی المحیط، واختلفوا فی تقدیره والمختار للفتوی أنه إذا عقد بکراً یاخذ دیناراً وفی الثیب نصف دینار ویحل له ذالک (الفتاوی الهندیه. ۳۴۵/۳)

نکاح خوانی کی اجرت کا مستحق:

ایک جگہ محلّہ کی کمیٹی نے طے کردیا کہ نکاح جس سے بھی پڑھایا جائے نکاح خوانی کی اجرت کمیٹی کے حوالہ ہوگی اور کمیٹی کے ذمہ داران اس کو اپنے محلّہ کی مسجد اور اس کے امام ومؤذن کو دیں گے، شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب وباللّٰہ التوفیق

نکاح خوانی کی اجرت کا حقدار اصلاً نکاح پڑھانے والا ہے، اس میں مسجد اور امام ومؤذن کا شرعاً کوئی حق نہیں ہے کیونکہ اجرت عمل کا عوض ہوتی ہے اور یہاں ان کا کوئی عمل نہیں ہے، الاجارة ...مشتقة من الاجر وهوعوض من العمل (ردالمحتار: ۳/۹)

لہذا صورت مسئولہ میں نکاح پڑھانے والے کو اجرت نہ دے کر مسجد اور امام ومؤذن کو دینا جائز نہیں ہے، البتہ نکاح پڑھانے والا اپنی خوشی سے خود ہی وہ رقم مسجد اور امام ومؤذن کو دے دے تو شرعاً جائز ودرست ہے قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: أَلَا لَا تَظْلِمُوا، لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِءٍ إِلَّا بِطِيبِ نَفْسٍ مِنْهُ (مشکوٰة المصابیح، باب الغضب والعاریه: ۲۵۵)

نکاح خوانی کی اجرت مسجد یا رفاہی کاموں میں دینا:

بعض جگہوں پر کمیٹی والوں نے نکاح خوانی کی اجرت طے کردی ہے کہ گاؤں میں جو بھی نکاح ہوگا مسجد کے امام نکاح پڑھائیں گے اور لڑکے والے سے پانچ ہزار روپے لیں گے جس میں سے ایک ہزار امام مسجد (جس نے نکاح پڑھایا ہے) کو، پانچ سو روپے مؤذن کو اور باقی مسجد یا رفاہی کاموں میں خرچ ہوں گے اس طرح کا معاملہ شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجواب وباللّٰہ التوفیق

نکاح خوانی کی اجرت کے حقدار نکاح خواں ہیں اور جو اجرت باہمی رضامندی سے طے ہوجائے یا جو متعارف ہو وہی لی جائے ، باضابطہ قانون بنا کر جبراً اجرت وصول کرنا اور اس رقم کو مسجد ومؤذن یا دیگر رفاہی کاموں پر صرف کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: أَلَا لَا تَظْلِمُوا، الالَا يَحِلُّ مَالُ امْرِءٍ إِلَّا بِطِيبِ نَفْسٍ مِنْهُ (مشکوٰة المصابیح، باب الغضب والعاریه: ۲۵۵)

شادی کے موقع پر قانون بنا کر مسجد کے لیے رقم لینا:

کمیٹی نے طے کر رکھا ہے کہ گاؤں میں جس کے یہاں بھی شادی ہوگی اس کو پانچ ہزار روپے مسجد میں دینا ہوگا خواہ لڑکا کی شادی ہو یا لڑکی کی، لوگ ڈر کے مارے دے دیتے ہیں کیونکہ نہ دینے پر کمیٹی کی طرف سے سختی کو جھیلنا ہوگی۔

الجواب وباللّٰہ التوفیق

شادی کے موقع پر اگر کوئی شخص اپنی خواہش و رضامندی سے مسجد میں کوئی رقم دیتا ہے تو شرعاً جائز ودرست ہے، لیکن باضابطہ قانون بنا کر جبراً رقم وصول کرنا اور نہ دینے پر سختی کرنا شرعاً درست نہیں ہے، اس طرح کی رقم مسجد میں لگانا بھی صحیح نہیں ہے (حوالہ بالا)

بھوج کے بدلہ رقم مسجد میں دینا:

ایک گاؤں والوں نے ضابطہ بنایا کہ کسی کی شادی میں بھوج نہیں ہوگا بلکہ اس کے بدلہ پچیس ہزار روپے مسجد میں دینا ہوگا، جو بھی اس کے خلاف کرے گا کمیٹی اس پر نوٹس لے گی، اس طرح قانون بنا کر رقم مسجد میں لگانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب وباللّٰہ التوفیق

اس طرح کا قانون بنا کر جبراً رقم نہیں لی جاسکتی اور نہ ہی اس کو مسجد میں استعمال کیا جاسکتا ہے، البتہ یہ ضروری ہے کہ شادی بیاہ میں باراتیوں کے ہجوم اور بھوج کے نام پر بے تحاشا اخراجات پر کنٹرول کیا جائے، فضول خرچی اور نام ونمود سے بچا جائے، اسلامی طریقہ کو اختیار کیا جائے اور غیر اسلامی طریقے سے پرہیز کیا جائے۔

نکاح سے پہلے ولیمہ کا حکم

ہمارے یہاں دستور ہے کہ شادی سے ایک دن پہلے لڑکے والوں کے یہاں مہمان آتے ہیں اور اس میں مہمانوں کے لیے کھانا بنتا ہے اور اس میں لڑکے والے محلے کے لوگوں کی دعوت کردیتے ہیں کہ اب ولیمے کی ضرورت نہیں ہے تو کیا اس دعوت میں شریک ہوسکتے ہیں؟

الجواب وباللّٰہ التوفیق

نکاح سے پہلے ولیمہ مسنون یا مشروع نہیں، پس شادی سے پہلے منڈھے کے نام سے جو باضابطہ دعوت کا رواج ہے، یہ غیر شرعی دعوت ہے، ایسی رسمی دعوت کرنے اور اس میں شرکت کرنے سے احتراز کرنا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ جھارکھنڈ کا ترجمان
ہفتہ وار نقیب
پھلواری شریف

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 37 مورخہ ۳/صفر المظفر ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۱/ستمبر ۲۰۲۰ء روز سوموار

مقامِ صحابہ

اللہ رب العزت نے اس کائنات میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، تمام دنوں میں جمعہ سید الایام ہے، تمام راتوں میں شب قدر، تمام مہینوں میں رمضان المبارک، تمام رسولوں میں ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم، تمام لوگوں میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تمام صحابہ میں مہاجرین وانصار میں سے وہ جو پہلے ایمان لائے، پھر بیعت رضوان میں شریک ہونے والے، اصحاب بدر، عشرہ مبشرہ، خلفاء راشدین اوران سب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خاص فضیلت حاصل ہے، پھر تمام امتوں میں امت محمدیہ کو فضیلت عطا کی گئی، اسے خیر امت اور وسط امت کہا گیا اور اسے لوگوں پر شاہد بنانے کی بات قرآن کریم میں مذکور ہے۔اس فضیلت کے سلسلے میں قرآن واحادیث کے نصوص موجود ہیں، جس کی وجہ سے عظمت، اہمیت اور فضیلت کا کسی درجہ میں بھی انکار نہیں کیا جا سکتا، مجموعی طور پر صحابہ کرام کی جو فضیلت عام انسانوں پر اور عظمت تمام بنی نوع انسان پر ہے، اس کا مقابلہ کوئی دوسرا انسان کر ہی نہیں سکتا، اسی وجہ سے یہ بات مشہور ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے جو گرد اڑی ہے، اس کے مقابل کوئی بڑا سے بڑا عالم اور بزرگ نہیں ہوسکتا، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بیداری کی حالت میں ایمان کے ساتھ روئے انور کے دیدار کی سعادت پائی اور ایمان پر ان کا خاتمہ ہوا۔حضرت امام شافعیؒ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہی میرا اور میرے اصحاب کا انتخاب کیا، پھر انہیں میرا قرابت دار اور مددگار بنادیا، مسند بزاز میں حضرت جابر بن عبداللہؓ کی ایک روایت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں اور رسولوں کے علاوہ ساری دنیا والوں پر میرے اصحاب کو اپنے انتخاب سے فضیلت بخشی، میرے اصحاب میں بھی چار حضرات یعنی حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ کو میرے ساتھ خصوصیت عطا کی اور فرمایا کہ تمام صحابہ میرے منبع خیر وبرکت ہیں، ابوداؤد طیالیسی نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے صحابہ کے دلوں کو تمام بندوں کے دلوں سے زیادہ بہتر دیکھا تو انہیں آپ کی صحبت اور اپنے دین کی نصرت کے لیے منتخب کیا، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ایک روایت امام احمدؒ نے ذکر کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی کو اقتدا کرنی ہو تو وہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرے، پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی کی صحبت اور دین کی استواری کے لیے منتخب کیا تھا۔

قرآن واحادیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بعض وجوہ سے بعض کو بعض پر فضیلت کے باوجود تمام صحابہ کرام تین چیزوں میں برابر ہیں، اول یہ کہ وہ سب کے سب عادل ہیں، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، جن کی اقتدا کروگے، ہدایت پالوگے، یہی وجہ ہے کہ محدثین جب اسماء رجال پر بحث کرتے ہیں تو ان کے بارے میں صحابی، عدول، صدوق وغیرہ کہہ کر گذر جاتے ہیں، حالاں کہ دوسرے لوگوں کے بارے میں وہ بہت سخت کلام کرتے ہیں، ان کی زندگی اور کردار کو واضح طور پر بیان کرتے ہیں، لیکن صحابہ کرام کے سلسلے میں ان کا طریق کار بالکل الگ تھلگ ہوتا ہے۔

دوسری بات جس میں سارے صحابہ کرام شریک ہیں وہ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا مژدۂ الٰہی ہے، جس میں صحابہ کرام کے علاوہ کوئی دوسرا ان کا شریک وسہیم نہیں ہے، اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی رہنے والے تھے۔اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ وہ لوگ جو ابتداءً سبقت کرنے والے ہیں، یعنی مہاجرین وانصار اور وہ لوگ جنہوں نے اچھے طریقے پر ان کی پیروی کی، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

تیسری بات یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کی رفاقت کے لیے منتخب کیا تھا، وہ عام لوگ نہیں تھے بلکہ روئے زمین پر رسول کے بعد منتخب ترین افراد تھے، اس سلسلہ کی کئی روایتیں اوپر مذکور ہوئیں، انہیں خصوصیات کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو برا بھلا کہنے سے سختی سے منع کیا، بخاری ومسلم کی روایت حضرت ابوسعید خدریؓ سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے صحابہ میں سے کسی کو گالی نہ دو، تم میں سے اگر کوئی شخص جبل احد کے برابر بھی سونا صدقہ کرے تو بھی وہ میرے صحابہ کرام کے ایک مٹھی دانے کے صدقہ کا اجر تو کیا آدھا ثواب بھی نہیں پاسکتا۔(بخاری:۳۶۷۳، مسلم شریف ۲۵۴۱) حضرت انس بن مالکؓ سے ایک دوسری روایت ہے کہ جس نے میرے صحابہ کو برا بھلا کہا اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔

علامہ ایوب سختیانی کا قول ہے کہ جس نے صحابہ کرام کی مدح وثنا کی وہ نفاق سے بری ہوگیا اور جس نے کسی بھی صحابی کی تنقیص کی یا ان سے بغض رکھا وہ بدعتی ہے، سنت اور سلف صالحین کا مخالف ہے۔امام نوویؒ نے لکھا ہے کہ صحابہ کرام کو برا کہنا فحش محرمات میں سے ہے، خواہ معاملہ ان صحابہ کا ہی کیوں نہ ہو جن سے بعض مسائل کی تفہیم کی ضرورت یا بعض حکمتوں کی وجہ سے لغزشیں ہوئیں اور جنہوں نے ایسی توبہ کی کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے شہر کے گنہ گاروں پر تقسیم کرنے پر سب کی مغفرت کی بات فرمائی یا وہ اصحاب ہوں جن کی باہم لڑائی ہوئی، کیونکہ یہ ان کا اجتہاد تھا، امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ جو صحابہ سے بغض رکھے اور ان کے لیے نامناسب الفاظ استعمال کرے ہم اس سے بغض رکھتے ہیں، امام ابوزراعہ رازیؒ کی رائے ہے کہ جب کسی آدمی کو دیکھیں کہ وہ کسی صحابی کی تنقیص کررہا ہے تو سمجھ جائیں کہ وہ زندیق ہے، محمد بن حسینؒ کی رائے ہے کہ جس نے صحابہ کرام پر سب وشتم کیا وہ گھاٹے میں رہا کیوں کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اس پر اللہ، رسول، ملائکہ اور تمام مؤمنین کی لعنت ہے۔

ان آیات واحادیث کا حاصل یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مقام ومرتبہ بہت بلند ہے، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دین اسلام کی ترویج واشاعت کے لیے اپنا سب کچھ قربان کردیا تھا، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائین تھے، مشکل اور پریشانی کے وقت میں سینہ سپر ہوجانے والے تھے، ان کو اپنی جان کی فکر نہیں تھی، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جان قربان کرنا سعادت کی بات سمجھتے تھے، ان کو یہ مقام ومرتبہ ان کی اس قربانیوں کے طفیل ملا، دین ہم تک ان کے ذریعہ پہونچا، ان کی صداقت، ثقاہت اور عدالت پر شکوک وشبہات کھڑا کرنے کا سیدھا مطلب یہی ہے کہ دین کے سارے ذخیرے کو مشکوک قرار دیا جائے، دشمنان اسلام نے اسی نقطۂ نظر سے ہر دور میں صحابہ کرام کو تنقید کا نشانہ بنایا اور نعرہ لگایا کہ تنقید سے کوئی بالاتر نہیں، لیکن امت نے اس موقف کو نہیں مانا، ماہرین اسماء رجال نے ان کی صحابیت کی عظمت کو سمجھا اور ان لوگوں کے باطل خیالات کی تردید کو اپنی زندگی کا مشغلہ بنایا اور پوری امت اس پر متفق رہی کہ صحابہ کرام کو بُرا بھلا کہنا بدبختی، شقاوت اور دین سے دوری کی دلیل ہے۔

ایسا جو لوگ کرتے ہیں اس کی داخلی وخارجی وجوہات ہوا کرتی ہیں، کبھی تو اپنی ہمہ دانی کے زعم میں ایسی جہالت کا ارتکاب کیا جاتا ہے اور کبھی کسی فرقہ کی طرف سے داد ودہش اس قسم کے ہفوات پر اکساتا ہے، وجہ چاہے جو بھی ہو، جو لوگ صحابہ کرام پر طعن وتشنیع اور ان کے مقام ومرتبہ کو فروتر کرنے میں لگتے ہیں وہ اپنی ذلت ورسوائی کا سامان کرتے ہیں، یہ ذلت ورسوائی دنیا میں بھی انہیں ملتی ہے اور آخرت کا عذاب ذلت ورسوائی کے اعتبار سے دنیا کے معالات سے کہیں بڑھ کر ہے، آدمی زندگی کے کسی موڑ پر بھی شیطان کے بہکاوے میں آسکتا ہے، اس لیے اس قسم کے معاملات میں اللہ کے سامنے اپنی براءت کا بھی اظہار کرنا چاہیے اور دعا کرتے رہنا چاہیے کہ اللہ ہر قسم کی آزمائش سے محفوظ رکھے۔

کورونا ویکسین

پوری دنیا میں کورونا نے جو قہر مچایا ہے، اس کو ختم کرنے کے لیے میڈیکل سائنس کے ماہرین ویکسین تیار کرنے میں جُٹے ہوئے ہیں، اس سلسلے میں سب سے پہلے روس نے ویکسین تیار کرنے کا دعویٰ کیا، برطانیہ سے بھی خبر آئی کہ ویکسین تیار ہو گیا ہے، ہندوستان کی سات کمپنیاں بھارت بائیوٹیک، کیڈیلا، سیرم انسٹی چیوٹ، مین ویکسین، انڈین کونسل آف میڈیکل ریسرچ (ICMR) نیشنل انسٹی چیوٹ آف وائرولوجی، انڈین ایم یونو لاجیکلس اور بایولوجیکل ای ویکسین بنانے میں لگی ہوئی ہیں، سیرم انسٹی چیوٹ برطانیہ کے ایسٹی جونکا کمپنی کے ساتھ مل کر کام کر رہی ہے، ان کمپنیوں کا دعویٰ تھا کہ اب اس کا ٹرائل شروع ہوگا، لیکن ایسٹر جینک نے آکسفورڈ کے کورونا ویکسین ٹرائل پر پابندی لگا کر ہندوستان میں بھی اس کے ٹرائل کو روکنے کا راستہ صاف کردیا، چنانچہ ڈرگس کنٹرول جنرل آف انڈیا (DCGI) نے سیرم انسٹی چیوٹ کے نام نوٹس جاری کرکے ویکسین کے ٹرائل پر روک لگادی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ کورونا ویکسین کے معاملہ میں کامیابی ابھی بہت دور ہے۔

اصل میں ویکسین کی تیاری کے بعد بھی اسے کئی مرحلے سے گذرنا پڑتا ہے، ہندوستانی سائنسدانوں نے جو ویکسین تیار کیا ہے، اس کا نام کوویکسین رکھا ہے اور اسے کورونا اسٹرین سے ہی تیار کیا گیا ہے، یہ ویکسین انسانی جسم میں جانے کے بعد کورونا کے وائرس کے خلاف کام کرنے لگتی ہے، لیکن اسے ثابت کرنا آسان نہیں ہے، اسی لیے پہلے اس کا ٹسٹ بندروں پر کیا گیا، سائنسدانوں نے بیس بیس بندروں پر الگ الگ اس کا ٹسٹ کیا اور اس ٹسٹ کی وجہ سے بندروں پر نمونیہ یا کورونا کے آثار نہیں سامنے آئے۔ پندرہ دن کے وقفہ سے دوبارہ بھی بندروں پر اسے آزمایا گیا، کورونا وائرس اس کے جسم میں داخل کیے گئے لیکن اس ویکسین کے مدافعاتی اثرات کی وجہ سے بندروں پر یہ وائرس اثر نہیں کرسکا، اب دہلی ایمس میں انسانوں پر ٹرائل شروع ہوا ہے، اس ٹرائل پر اگر پابندی نہیں لگی تو یہ ٹرائل بھی تین مرحلوں سے گذرے گا اور جب سب طرف سے اطمینان ہوگا تب اسے مارکیٹ میں لایا جائے گا، تب تک پتہ نہیں کتنے انسان اس مرض سے لقمۂ اجل بن چکے ہوں گے، دوا کی تیاری کے بعد بھی اس کی منظوری کے کئی مراحل ہوں گے اور سب سے آخر میں ڈرگس کنٹرول جنرل آف انڈیا کی منظوری ضروری ہوگی۔

واقعہ یہ ہے کہ ہر ملک ویکسین کی تیاری میں سبقت لے جانا چاہتا ہے، جن ملکوں میں ابتدائی طور پر ویکسین کو آزمایا جارہا ہے وہاں اس کی قیمتیں آسمان چھو رہی ہیں اور تین ویکسین کی قیمت ہندوستانی کرنسی میں لاکھ سے اوپر جارہی ہے، ایسے میں اس کا حصول امراء کے لیے تو ممکن ہوگا، غرباء اور معاشی اعتبار سے متوسط خاندانوں کے لیے اس کا حصول دشوار تر ہوگا اور ان کے اس وائرس سے بچنے کی شکل مالیاتی دشواریوں سے ناممکن ہوگی، بغیر ویکسین کے جو علاج اسپتالوں میں چل رہا ہے اس کے معمولی اخراجات پانچ چھ لاکھ آتے ہیں، اس کے بعد بھی مریض بچ جائے تو اس کی قسمت۔کورونا کے مریضوں کی تعداد روز بڑھ رہی ہے اور سرکار کے پاس علاج کے ذرائع اور وسائل نہیں ہیں، مریض کو بیڈ نہیں مل رہا، آکسیجن نہیں ملتا، اور کبھی کبھی تو وہ اسپتال کے برآمدے اور کاری ڈور میں دم توڑ دیتا ہے، مرنے والوں کے وارثین کے ایسے ویڈیو سوشل میڈیا پر کثرت سے وائرل ہورہے ہیں، ایسے میں حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ مریضوں کے علاج کا مفت میں نظم کرے، پرائیوٹ اسپتالوں کی لوٹ پر نظر رکھے اور ویکسین آنے کے بعد بھی کم قیمت پر اسے فراہم کرنے کا نظم کرے، یہی جمہوری حکومت کا تقاضہ ہے اور یہی انسانی اقدار کے تحفظ کی ضمانت۔

بِنداس بول پر روک

نوئیڈا میں واقع سدرشن چینل نے بنداس بول کے تحت ''یوپی اس سی جہاد اور نوکر شاہی جہاد'' کے نام سے ایک قسط بطور نمونہ پیش کیا تھا، باقی پانچ قسط کے نشریہ کی منظوری وزارت اطلاعات ونشریات نے ۹/ستمبر کو دے دی تھی، سید مجتبیٰ اور رتیش سراج نے دہلی ہائی کورٹ میں اس منظوری کو چیلنج کیا تھا، لیکن دہلی ہائی کورٹ کے جج جسٹس نوین چاؤلہ نے اس عرضی کو خارج کرکے اس متنازع شو کو ہری جھنڈی دیدی، اب سپریم کورٹ نے اس نشریہ پر یہ کہہ کر پابندی لگادی ہے کہ مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی، سدرشن چینل آئی، اس، آئی پی اس میں مسلمانوں کے منتخب ہونے کو یوپی اس سی جہاد سے تعبیر کرتا ہے، اس کا کہنا ہے کہ انتظامی افسران کی حیثیت سے مسلمانوں کا انتخاب ہندوتوا کے خلاف مہم کو تیزی عطا کرے گا، اس نے اس سلسلے میں جامعہ ملیہ کو بھی بدنام کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے۔

یادوں کے چراغ ✍: **مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی**

مولانا قاضی حبیب اللہ قاسمیؒ: ایک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

وبائی مرض کے اس دور میں جانے والوں کا تانتا لگا ہوا ہے، اہل علم تیزی سے اٹھتے جارہے ہیں اور اچھے لوگوں سے دنیا خالی ہوتی جارہی ہے، علماء، صلحاء، صوفیاء اور ماہرین علم وفن کا روز جنازہ اٹھ رہا ہے، لاک ڈاؤن اور وبائی مرض کے اس دور میں جنازہ کو کاندھا دینے کی سعادت بھی لوگوں کو نہیں مل رہی ہے، یہ کیسی حرماں نصیبی ہے۔

اسی دور میں قاضی حبیب اللہ ابن عبدالرؤوف ابن کھکھن بھی اللہ کو پیارے ہو گئے، ۳۰؍جولائی ۲۰۲۰ء بروز جمعرات بوقت دس بجکر ۲۱ منٹ پر انہوں نے اپنے گھر واقع گواپوکھر مدھوبنی میں آخری سانس لی، ان کی طبیعت ۲۱؍جولائی کو خراب ہوئی تھی، کرپس ہوسپٹل مدھوبنی کے ڈاکٹروں کے زیر علاج رہے، دوا اور دعا دونوں کا سلسلہ جاری تھا؛ لیکن جب وقت موعود آجائے تو ساری تدبیریں اور ترکیبیں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں، مولانا بھی ہم لوگوں سے جدا ہوگئے، جنازہ اسی دن اٹھا اور ان کے صاحبزادہ مفتی امداد اللہ قاسمی نے جنازہ کی نماز پڑھائی، لاک ڈاؤن کے باوجود بڑی تعداد میں مسلمانوں نے اپنے محبوب رہنما اور قاضی امارت شرعیہ کو الوداع کہا، مدرسہ اور دارالقضاء کی درمیانی جگہ میں جانبِ جنوب تدفین عمل میں آئی، پس ماندگان میں ایک صاحبزادہ اور چار صاحبزادیوں کو چھوڑا، معنوی اولاد ہزاروں کی تعداد میں ہیں، جنہوں نے ان سے کسب فیض کیا جو ملک بیرونِ ملک میں دینی، علمی، ملی و سماجی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

قاضی صاحب کا انتقال ملی، مذہبی، سماجی، تعلیمی اور امارت شرعیہ کا بڑا نقصان ہے، ان کی ذات اس پورے علاقے میں عزت واکرام کا مرکز ومحور تھی، ذکر الٰہی کے اثرات ان کے چہرے سے ہویدا اور خشیت الٰہی کے اثرات ان کے حرکات وسکنات اور اعضاء وجوارح سے ظاہر ہوتے تھے، وہ اسلاف کی سچی نشانی تھے، ان کا دل امارت شرعیہ اور ان کے اکابر کی محبت وعقیدت سے سرشار تھا، انہوں نے مدھوبنی دارالقضاء کو ہر اعتبار سے خوب سے خوب تر بنانے میں اپنی بہترین کوششیں صرف کیں۔

قاضی حبیب اللہ صاحبؒ کی ولادت ۱۳؍اگست ۱۹۵۷ء کو گواپوکھر مدھوبنی میں ہوئی، مولانا کا نانی ہالی محلّہ لہریا گنج ہے اور سسرال گواپوکھر مدھوبنی میں، حافظ محمد حبیب (م ۲۰۰۸ء) ان کے خسر محترم تھے، والد صاحب کا سایہ آٹھ سال کی عمر میں ہی اٹھ گیا تھا، تعلیم کا آغاز مدرسہ فلاح المسلمین گواپوکھر سے کیا اور عربی اول تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد جامعہ اسلامیہ بنارس تشریف لے گئے اور دو سال یہاں قیام فرمایا، عربی دوم، سوم کے درجات کی نصابی کتابیں یہیں پڑھیں، چہارم تا ششم کی تعلیم مدرسہ دینیہ غازی پور یوپی، ہفتم اور دورہ حدیث شریف نیز عربی ادب کی تکمیل دارالعلوم دیوبند سے کرکے ۱۹۷۷ء میں سند فراغت حاصل کیا، انہوں نے بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ سے اردو، فارسی، اور عربی زبان وادب میں فاضل کیا تھا، اور بہار یونیورسیٹی سے اردو میں ایم اے بھی تھے۔ فراغت کے بعد ہی مدرسہ فلاح المسلمین گواپوکھر کے ذمہ داروں کی طرف سے مدرسہ میں تدریسی خدمات انجام دینے کا تقاضہ تھا، لیکن اپنے مرشد ومربی اور استاذ حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمیؒ (م ۲۲؍ستمبر ۲۰۱۲ء) کی ہدایت کے مطابق خاموشی سے مدرسہ دینیہ غازی پور میں تدریسی خدمات انجام دینے لگے، قاضی صاحب کا دوران طالب علمی ہی سے ان سے بڑا خصوصی تعلق تھا، اس تعلق کی داستان حضرت مولانا اعجاز احمد صاحبؒ کے سفرنامے اور قاضی صاحب کے نام ان کے خطوط جو ''حدیث دوستاں'' میں مطبوع ہیں، دیکھی جاسکتی ہے؛ انہوں نے فلاح المسلمین والوں کی بات اپنے استاذ مولانا اعجاز احمد صاحبؒ کو نہیں بتائی، تین سال کے بعد حضرت مولانا اعجاز احمد شیخوپوریؒ کو کسی طرح یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے فلاح المسلمین گواپوکھر جوائن کرنے کی ہدایت دی، مدرسہ دینیہ میں تنخواہ کم تھی اور مدرسہ فلاح المسلمین بورڈ کا ہونے کی وجہ سے تنخواہ کا معیار اچھا تھا، گواپوکھر منتقل ہونے سے قاضی صاحب کو بڑی سہولت ہوگئی اور معاشی اعتبار سے بھی دھیرے دھیرے استحکام نصیب ہوا۔

اپنے استاذ کی ہدایت کا اس قدر پاس ولحاظ تو اب عنقاء ہوتا جارہا ہے، فراغت کے بعد روابط بھی کمزور ہوجاتے ہیں، لیکن قاضی صاحب نے استاذ وشاگرد کے اس رشتہ کو پوری زندگی برتا، ہر کام میں ان سے مشورہ لیتے رہے، مولانا اعجاز احمد صاحبؒ خود بڑے عالم اور روحانی پیشوا تھے، ان کی تربیت سے قاضی صاحب کو بڑا فائدہ پہونچا۔ ۱۹۸۱ء میں مفتی صاحب فلاح المسلمین میں بحال ہوگئے اور آپ نے پوری توجہ اور محنت طلبہ کی تعلیم وتربیت پر لگادی، یہ دور مولانا ہارون رشیدؒ کا تھا، مولانا ہارون رشیدؒ وہاں کے صدر مدرس تھے، لیکن قاضی صاحب کی محنت اور جدوجہد دیکھ کر ان کے مشورے کو اہمیت دیتے تھے، اس جدوجہد کے نتیجہ میں بورڈ کا مدرسہ ہوتے ہوئے بھی وہ اس ضلع کے بہت سارے آزاد مدارس پر تعلیمی وتربیتی اعتبار سے فائق رہا، یہاں جانے کے بعد یہ احساس ہی نہیں ہوتا کہ یہ بورڈ کا مدرسہ ہے، مدرسہ اس قدر آباد وشاداب ہے کہ دیکھ کر طبیعت مچل جاتی ہے، قاضی صاحب جب یہاں کے صدر مدرس بنے تب بھی انہوں نے بورڈ کے علائق سے اپنے کو الگ ہی رکھا، اور "دامن تر مکن ہوشیار باش'' کے فارمولے پر سختی سے عامل رہے، انہوں نے مدرسہ بورڈ امتحانات کے سنٹر اور کاپی جانچ کے مرکز بننے سے بھی ادارہ کو بچانے کی مسلسل کوشش کی اور موقع بموقع انہیں اس میں کامیابی بھی ملی، انہوں نے تعلیمی معیار پر اس قدر توجہ صرف کی کہ وہاں کے لڑکے دارالعلوم دیوبند کے داخلہ امتحان میں ہر سال بڑی تعداد میں کامیاب ہوتے رہے، اس علاقہ کے فضلاء دارالعلوم کی ایک بڑی تعداد فلاح المسلمین گواپوکھر کے ابناء قدیم کی ہے۔

قاضی صاحب کے علم، تقویٰ، امانت ودیانت، پر عوام وخواص کو بڑا اعتماد تھا، وہ امارت شرعیہ اور ان کے اکابر سے قلبی تعلق رکھتے تھے اور امارت شرعیہ کے وفود کے دورے میں بھی ساتھ ساتھ ہوا کرتے تھے، ان کی محنت اور توجہ سے اس علاقہ میں امارت شرعیہ کے کام اور بیت المال کو استحکام ملا کرتا تھا، امارت شرعیہ کے کسی بھی پروگرام کے لیے وہ ہر وقت تیار رہتے تھے، انہوں نے کبھی کسی موقع سے پروگرام کے انعقاد سے معذرت کی راہ نہیں اپنائی، سب کام خوشدلی سے کرتے اور پوری دلجمعی سے کرتے۔ ۱۹۹۶ء میں وہ مدھوبنی ضلع کے قاضی نامزد کیے گیے، قاضی القضاۃ حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ نے ایک پروگرام میں ان کے لیے منصب قضا اور مدھوبنی کے لیے دارالقضا کا اعلان کیا، وہ پوری زندگی اس منصب پر فائز رہے، ان دنوں مدھوبنی ضلع میں تین دارالقضا ہیں؛ لیکن تینوں دارالقضا میں گواپوکھر مدھوبنی دارالقضا کی حیثیت ایک مرکز کی رہی ہے، قاضی حبیب اللہ صاحبؒ دارالقضا کی سہ رکنی جائزہ کمیٹی کے رکن بھی تھے۔

قاضی حبیب اللہ صاحب اچھے خطیب تھے، علاقہ کے سارے جلسوں میں آپ کی شرکت عموماً صدر اجلاس کی حیثیت سے ہوا کرتی تھی، امارت شرعیہ کے خدام کا بھی ان جلسوں میں آنا جانا لگا ہی رہتا تھا، جب بھی ملتے جہاں ملتے پورے اکرام واحترام کا معاملہ فرماتے، جلسہ کے منتظمین سے کہہ کر راحت وآرام کا خیال کراتے اور مناسب وقت پر ہم لوگوں سے تقریر کرانے پر زور دیتے، تاکہ ہم لوگوں کی واپسی دفتر کے وقت سے پہلے ہوجائے۔

آج مدھوبنی اور اس کے اطراف میں جو دینی رمق ہے اور تعلیم کی جو ترویج واشاعت دیکھی جارہی ہے اس میں بالواسطہ یا بلاواسطہ قاضی صاحب کی محنت کا عمل ودخل رہا ہے، انہوں نے علوم سینہ کو علوم سفینہ بنانے کے بجائے علم وتربیت کو سینہ بسینہ منتقل کیا، وہ کتاب کی تصنیف سے زیادہ مردم سازی اور رجال کار کی تیاری کو اہمیت دیدتے تھے، اور پوری زندگی انہوں نے اسی کام میں کھپادیا۔

گذشتہ سال دوروزہ پروگرام نقباء اور خواص کا مدرسہ فلاح المسلمین گواپوکھر میں ہوا تھا، انتظام وانصرام میں جو سلیقہ مندی جھلکتی تھی وہ مفتی صاحب اور ان کے رفقاء کار کی غیر معمولی محنت کا نتیجہ تھا، حضرت امیر شریعت مفکر اسلام مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم نے بھی دوروز وہاں قیام فرمایا تھا اور کئی مجلسوں سے خطاب کیا تھا اور پورے انشراح کے ساتھ کیا تھا۔ (بقیہ صفحہ ۱۰؍پر)

کتابوں کی دنیا ✍: **رضوان احمد ندوی**

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دونسخے آنے ضروری ہیں)

شیر شاہ سوری - عہد، حکومت اور معنویت

شیر شاہ سوری (۱۵۴۰ء-۱۵۴۵ء) ان عظیم ہستیوں میں سے ایک ہے جو خاک سے اٹھے اور اپنی ہمت، لیاقت اور اثر ورسوخ سے شہرت اور ترقی کے بلند ترین مدارج پر پہونچے، انہوں نے صرف چار سال حکومت کی، لیکن اس مختصر مدت میں اپنی جدوجہد سے وہ کارنامے انجام دیئے جس کی نظیر نہیں ملتی، ہمارے مخدوم مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم نے لکھا کہ ''جس حوصلے کے ساتھ شیر شاہ سوری نے حکومت کی اور اپنے کارناموں سے پوری دنیا پر اثر چھوڑا، وہ قابل تحسین ہے، اور دنیا کے ساتھ ہندوستان کے لئے اس میں سیکھنے، برتنے اور کرنے کے بہت سے کام ہیں، مگر شیر شاہ سوری کے کارنامے اور ان کی یادیں ہندوستانی حکام کے بے توجہی کا شکار ہیں، جبکہ ان کارناموں سے ملک کی ترقی، خوشحالی، یکجہتی اور امن وامان کو فروغ ملتا ہے، ملک کا وقار بڑھتا ہے، تاریخ کا ہر روشن باب موجودہ اقدامات کی راہ ہموار کرتا ہے''۔ (ماخوذ کتاب ہذا صفحہ ۱۲) ذرا غور کیجئے کہ انہوں نے قلیل مدت میں سلطنت کے اندر بڑی بڑی سڑکیں بنائیں، سایہ دار درخت لگوائے، کنویں کھدوائے، غریبوں کے لئے لنگر لگوائے، مال گذاری کے نظام کی اصلاح کی، بیواؤں اور بے سہارا لوگوں کے لئے وظائف مقرر کیئے، اس طرح انہوں نے ایسے ایسے کارنامے انجام دیئے جنہیں عجائبات کا حصہ ہی کہا جاسکتا ہے، مگر ستم ظریفی کہیے کہ ان کے شاندار کارناموں سے بیشتر لوگ ناواقف ہیں، اسی ضرورت کے پیش نظر اس موضوع پر مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ کی خصوصی توجہ سے رحمانی فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام ۲؍دسمبر ۲۰۱۸ء کو مونگیر میں ملکی سطح کا سمینار منعقد ہوا، جس میں ملک کے ممتاز اہل قلم، مؤرخین ومحققین اور مختلف شعبہ حیات سے تعلق رکھنے والے ماہرین تعلیم نے اردو، انگریزی اور ہندی زبانوں میں اپنے مقالے پیش کیئے، جس کو مولانا ظفر عبدالرؤف رحمانی جنرل سکریٹری رحمانی فاؤنڈیشن اور جناب صفدر امام قادری نے تہذیب وتسوید کے بعد سلیقہ سے مرتب کیا اور کتابی صورت میں فروغ ادب رحمانی فاؤنڈیشن بیلن بازار مونگیر بہار سے طبع کرایا، ازیں قبل اس ادارہ نے اردو زبان کی ترقی اور تاریخ وسیر سے واقفیت کے لئے کئی مفید کتابیں چھپوائیں، پروفیسر لطف الرحمٰن فن اور شخصیت، بہار کے پہلے وزیر اعلیٰ شری کرشن سنہا، سیاسی اور سماجی خدمات وغیرہ پر کتابوں کی اشاعت قابل قدر پیش کش ہے، جس کے لئے لائق مرتب تحسین کے مستحق ہیں، اسی سلسلہ کی ایک کڑی پیش نظر کتاب ''شیر شاہ سوری، عہد، حکومت اور معنویت'' بھی ہے، مذکورہ سمینار میں جو مقالات پڑھے گئے، یا پیش کئے گئے یہ کتاب انہیں مقالوں کا مجموعہ ہے، ۴۱۶؍صفحات پر مشتمل اس کتاب کے ۲۱۴؍صفحے اردو زبان میں ہیں، ۶۰؍صفحات انگریزی اور باقی ہندی میں ہیں، کتاب کی ابتداء حضرت امیر شریعت مدظلہ کے پیش لفظ سے ہے، اس کے بعد ۲۳؍مؤرخین کے اردو مقالات ہیں جو نہایت ہی جامع اور پر از معلومات ہیں، ان میں ڈاکٹر حسن آرزو، جناب کالکارنجن قانون گو اور ودیا بھاسکر کی نگارشات گرانقدر ہیں، جس میں ان حضرات نے شیر شاہ سوری کی شخصیت کے متعدد پہلوؤں کا تجزیہ کیا ہے، کتاب کی طباعت اور کاغذ معیاری ہے، ضخامت کے باوجود ناشر نے جس کاغذ کا انتخاب کیا وہ ان کے حسن ذوق کا عکس جمیل ہے، یعنی ہلکا بھی ہے اور خوبصورت ودیدہ زیب بھی، کتاب ظاہری حیثیت سے بھی پرکشش ہے، تاریخ وسیر سے خصوصی دلچسپی رکھنے والے ارباب فکر ونظر کو ضرور مطالعہ کرنا چاہیے، سیاسی حکام کے لئے بھی نفیس علمی تحفہ ہے، خواہش مند حضرات ۳۵۰؍روپے بھیج کر فروغ ادب رحمانی فاؤنڈیشن بیلن بازار مونگیر سے طلب کرسکتے ہیں۔

حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکرؒ کے اصلاحی کارنامے

مولانا رضوان احمد ندوی

حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ (۵۶۹ھ-۶۶۴ھ) چھٹی صدی ہجری کے ایک مشہور مصلح، شیخ طریقت اور صاحب کشف وکرامات بزرگ گزرے ہیں وہ ملتان کے باشندہ تھے، آپ کے جد بزرگوار قاضی شعیب تاتاریوں کے ہنگامے میں کابل سے لاہور تشریف لائے، کچھ دنوں قصور میں قیام فرمایا اور پھر کابل چلے گئے، حضرت خواجہ صاحب ۵۶۹ھ میں ملتان میں پیدا ہوئے، ان کے والد شیخ جمال الدین بھی صوفی بزرگ تھے، ان کا شجرہ نسب دو واسطوں سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے جاملتا ہے، اس طرح وہ عالی نسب بزرگوں میں تھے، حضرت خواجہ کے والد نے ان کا نام مسعود تجویز کیا اور فرید الدین لقب، لیکن وہ بابا گنج شکر کے لقب سے مشہور ہوئے، اس لقب کی کئی وجہ تسمیہ بتائی جاتی ہے، ان میں ایک یہ ہے کہ ان کو صغر سنی میں شکر (چینی) سے بڑی رغبت تھی، اس لیے ان کی والدہ ان کو نماز پڑھنے کی ترغیب کی خاطر جائے نماز کے نیچے شکر رکھ دیتیں، نماز پڑھ کر جائے نماز کو الٹتے تو شکر ملتی، اسی شوق میں نماز پڑھتے تھے، ایک روز ان کی والدہ کسی مہمان کی خاطر مدارات میں لگی رہیں، جائے نماز کے نیچے شکر نہ رکھ سکیں، لیکن حضرت خواجہ نے معمول کے مطابق نماز پڑھی اور جائے نماز الٹی تو وہاں اور بھی زیادہ شکر ملی، ان کی والدہ کو یاد آیا تو نماز کے لیے بلایا، لیکن ان کو معلوم ہوا کہ انہوں نے نماز پڑھ لی، اور ان کو شکر بھی مل گئی، اس کے بعد گنج شکر کہلائے، پہلے زمانہ میں والدین اپنے بچوں کی صحیح دینی وفکری اصلاح وتربیت کے لیے مختلف طریقے اختیار کرتے تھے، جس سے گھر اور معاشرہ کا ماحول خوشگوار ہوا کرتا تھا اور جب سے والدین نے بچوں کو آزاد چھوڑ دیا بچے بگڑنے لگے ،خواجہ صاحب کی والدہ نے ان کی ایسی تربیت کی کہ اللہ نے انہیں مقام ولایت میں شہرت اور مقبولیت عطا کی، اس سلسلے کا ایک دوسرا واقعہ بھی کتابوں میں مذکور ہے کہ ایک سوداگر اونٹوں پر شکر (چینی) لاد کر ملتان سے دہلی جا رہا تھا، جب وہ اجودھن پہونچا تو شیخ فرید الدین نے اس سے پوچھا اونٹوں پر کیا ہے؟ سوداگر نے تمسخر سے جواب دیا کہ ''نمک'' ہے، یہ سن کر شیخ فرید الدین نے فرمایا کہ بہتر ہے، نمک ہی ہوگا، سوداگر جب اپنی منزل مقصود پر پہنچا تو اونٹوں پر شکر کے بجائے نمک دیکھا، بہت گھبرایا اور اسی وقت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنی غلطی کی معافی چاہی، شیخ نے فرمایا کہ اگر شکر تھی تو شکر ہو جائے گی، چنانچہ پھر نمک شکر میں تبدیل ہوگیا، اسی طرح کی کچھ اور روایتیں ہیں جو گنج شکر کے لقب سے مشہور ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

بہر حال حضرت خواجہ صاحب نے اپنی والدہ کے زیر سایہ ابتدائی تعلیم پائی اور اعلی تعلیم ملتان کے ماہر فن علماء و مشائخ سے حاصل کی، فقہ وحدیث، تفسیر واصول تفسیر اور سلوک وتصوف میں کمال پیدا کیا، ایام تعلیم ایک مرتبہ بھی گھر آنے کی خواہش ظاہر نہیں کی، اس زمانہ کے طلباء میں مقصد اور منزل تک پہنچنے کا جذبہ دل میں موجزن رہتا تھا، جس کا آج فقدان ہوتا جا رہا ہے، عصر حاضر کے طلبہ میں نہ مقصد واضح ہے اور نہ ہی منزل متعین الا ماشاء اللہ۔

حضرت خواجہ صاحب ملتان میں خواجہ بہاء الدین زکریا کی خانقاہ میں برابر حاضر ہوتے اور وہاں کی اصلاحی مجالس اور وعظ وتذکیر سے فیض یاب ہوتے، انہیں دنوں جب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ملتان تشریف لائے تو شیخ فرید الدین بھی ان کی مجلسوں میں شرکت کرنے لگے اور پھر ان کے ایسے گرویدہ ہوئے کہ ان کے دست مبارک پر بیعت ہو گئے، اس وقت ان کی عمر کوئی ۱۸/سال کے قریب تھی، بیعت کے بعد حضرت بختیار کاکی نے اپنے مرید سے کہا کہ تم نے علم باطن میں کمال پیدا کر لیا ہے اب علم ظاہر بھی حاصل کرو، اس نصیحت کے بعد وہ پانچ برس تک قندھار میں علوم ظاہری حاصل کرتے رہے، اس کے بعد مختلف مقامات کی سیاحت کی، ہر جگہ کے اولیاء اللہ کی صحبت سے فیض یاب ہوتے رہے، ایک مدت کی سیاحت کے بعد دہلی حضرت بختیار کاکی کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے آپ کا پرتپاک استقبال کیا، مصلی خاص اور عصا عنایت فرمایا، پھر ریاضت ومجاہدہ میں لگا دیا، انہوں نے راہ سلوک کی منزلیں طے کرنے میں بڑی محنتیں کی، جب حضرت بختیار کاکی نے اپنی روحانی بصیرت سے بھانپ لیا کہ بابا گنج شکر کا قلب علائق دنیا سے پاک ہو چکا ہے اور اللہ ان سے دین اور خدمت دین کا بڑا کام لینا چاہتا ہے تو انہیں خلافت سے سرفراز فرمایا پھر مرشد کی صحبت پوری کرنے کے بعد ان کی ہدایت پر دہلی سے ہانسی آ گئے، دو تین دنوں کے بعد خواب دیکھا کہ مرشد کا وصال ہو گیا ہے، اس خواب کی وجہ سے انہیں دلی صدمہ پہنچا تیسرے روز دہلی پہنچے، خواب حقیقت کا آئینہ دار ثابت ہوا کہ واقعۃً پیر ومرشد اللہ کو پیارے ہو گئے، مزار مبارک پر فاتحہ پڑھا، پھر مرشد کی ہدایت ووصیت کے مطابق قاضی حمید الدین ناگوری نے مرشد کا خرقہ اور دوسری امانتیں آپ کے سپرد کیں، یہاں چند دنوں قیام فرمایا اس کے بعد پھر ہانسی تشریف لے گئے۔

دہلی قیام نہ کرنے کی وجوہات پر روشنی ڈالتے ہوئے پروفیسر خلیق احمد نظامی نے لکھا ہے کہ التمش کی وفات کے بعد عرصہ تک دہلی کے حالات خراب رہے، علماء وصوفیا سب نے مل کر خوب سیاست میں حصہ لیا، شیخ بدر الدین غزنویؒ، قاضی منہاج السراجؒ، شیخ الاسلام سید قطب الدینؒ وغیرہ بزرگوں نے اپنے مخصوص دائرہ عمل کو چھوڑ کر سیاست کو اپنی توجہ کا مرکز بنا لیا تھا، ممکن تھا کہ بابا صاحب بھی ان حالات میں رہ کر سلسلہ کا کام انجام دینے سے قاصر رہتے لیکن ہانسی میں رہ کر ان کو سلسلہ کے کام کا اچھا موقع مل گیا، ان کے اثرات پنجاب تک ہی محدود نہیں رہے، بلکہ شمالی ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پہنچے اور دور دور سے عقیدت مند ان کی خدمت میں حاضر ہونے لگے (تاریخ مشائخ چشت ص ۱۵۹)

جہاں آپ نے ہزاروں بندگان خدا کی اصلاح وتربیت کی، خدا کی یاد اور اس کی مخلوق کے ساتھ خیر خواہی اور خدمت، لوگوں کو نفع پہنچانے اور ایثار وقناعت کی تعلیم دینے لگے، پھر اجودھن کی طرف روانہ ہو گئے، جہاں عقیدت مند پروانوں کی طرح ان کے گرد جمع رہتے، خواجہ حسن ثانی نظامیؒ نے ان کے اندازِ فکر کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت بابا فرید سے منسوب ایک واقعہ ذکر کیا ہے کہ جب حضرت کو ان کے کسی عقیدت مند نے ایک قینچی بطور تحفہ پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے قینچی نہیں سوئی دو جو جوڑنے کا کام انجام دیتی ہے، قینچی نہیں جو قطع وبرید کا کام کرتی ہے، (رسالہ منادی ۱۹۷۵) گویا بابا کا پیغام وصل کا تھا فصل کا نہ تھا، اس طرح حضرت بابا گنج شکر نے پوری عمر زاہدانہ ودرویشانہ زندگی گزاری، طبیعت میں نرمی تھی، دل میں گداز تھا، جب کبھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ہوتا تو زار وقطار رونے لگتے ایک بار آپ ﷺ کی وفات کا ذکر خود ہی فرمایا اور جب بیان کر چکے تو آہ بھری اور روتے روتے بے ہوش ہو گئے اور جب ہوش آیا تو فرمایا کہ جس کے واسطہ تمام عالم پیدا کیا گیا جب اسی کو اس عالم سے اٹھا لیا گیا تو اور دوسرے ناچیز بندوں کی کیا حیثیت ہے؟ جو زندگی کی خواہش کرے، ہم اپنے کو جانے والوں ہی میں شمار کریں، غفلت کا پردہ درمیان سے اٹھا دیں اور زاد راہ کی فکر میں لگے رہیں (راحت القلوب ص/۶۸)

آپ اپنے اس فکر کی آبیاری اپنے متوسلین سے بھی کرتے تھے، اس لئے ان کے رشد وہدایت کے فیض سے نہ صرف مسلمان شرف یاب ہوتے تھے، بلکہ غیر مسلموں کی بھی ایک بڑی تعداد مشرف بہ اسلام ہوئی، کہا جاتا ہے کہ اجودھن کے قیام کے ابتدائی زمانہ میں ایک جوگی سمبھو ناتھ خدمت اقدس میں حاضر ہوا، یہ جوگی جادو منتر میں مشہور تھا، حضرت شیخ کو دیکھتے ہی اس پر ان کی ہیبت اس قدر غالب ہوئی کہ زبان سے کچھ بول نہ سکا، پھر حضرت کے کشف وکرامات سے ایسا متاثر ہوا کہ قدموں پر گر پڑا اور اپنے چیلوں کے ساتھ حضرت شیخ کے ہاتھ پر ایمان لے آیا، اس طرح پنجاب کے متعدد قبیلوں نے بھی آپ کی دعوت وتبلیغ اور تزکیۂ باطن سے اسلام کو قبول کیا، کسی شاعر نے سچ کہا ہے کہ

ایک پتھر کی بھی تقدیر سنور سکتی ہے
شرط یہ ہے کہ سلیقے سے تراشا جائے

اللہ تعالی نے حضرت شیخ کو کثیر الاولاد کی بھی نعمت عطا کی تھی، سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ حضرت کی دو شادیاں تھی، ایک بیوی کا نام بی بی ہزیرہ تھا اور دوسری کا نام بی بی کلثوم، اللہ نے ان دونوں سے پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں عطا کیں جو سب کے سب نیک وصالح تھے اور **الولد سر لابیہ** کے مصداق۔

حضرت شیخ نے ۶۶۴ھ میں وفات پائی، انہوں نے اپنے روحانی فیض سے مریدین کا ایک ایسا طبقہ تیار کیا جس نے ملک کے گوشہ گوشہ میں خانقاہیں قائم کیں، آپ کے خلفاء میں سلطان المشائخ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء، شیخ علاء الدین علی صابر کلیری، شیخ بدر الدین اسحاق اور شیخ جمال الدین ہانسوی کو بڑی شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی، ان میں شیخ نظام الدین کے ذریعہ اللہ نے اصلاح وتزکیہ باطن کا بڑا کام لیا، یہ سب فیض تھا حضرت بابا گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا کہ جب حضرت نظام الدین اولیا کو ان کے شیخ نے دہلی کی طرف رخصت کیا تو فرمایا کہ تم ایک سایہ دار درخت ہوگے، جس کے سایہ میں اللہ کی مخلوق آرام پائے گی۔۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ ۷۰/برس تک دہلی اور دور دراز کے گوشوں سے آنے والوں نے اس درخت کی گھنی چھاؤں میں آرام کیا، ان کی بدولت ہندوستان کے صدہا مقامات پر ایسے سایہ دار درخت موجود ہیں جن کی چھاؤں میں تھکے ہارے مسافر اور بھولے بھٹکے قافلے آرام پاتے ہیں اور نئی زندگی اور تازگی حاصل کرتے ہیں، اسی طرح شیخ بدر الدین اسحاق اور شیخ جمال الدین بابا فرید کے بہت عزیز خلیفہ تھے، ان دونوں نے ریاضت ومجاہدہ کے ذریعہ اپنے پیر ومرشد کی روایات کو اپنے اندر جذب کر لیا تھا، جس کی وجہ سے خلق خدا کی نظر میں محبوب ہو گئے، ان کی خانقاہوں کے دروازے ہر وقت کھلے رہتے تھے، سب ہی ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور دعائیں لیتے، بلاشبہ ہمارے صوفیا ومشائخ انسانیت کی پناہ گاہ تھے، یہاں ہر مذہب وملت کے لوگوں کی بے چینی، دماغ کی الجھنیں دور ہوتی تھیں۔ اللہ ان سبھوں کے درجات کو بلند فرمائے۔

سیرت نگاروں نے حضرت گنج شکر کے ملفوظات کے دو مجموعوں کا تذکرہ کیا ہے، ایک راحت القلوب اور دوسرے اسرار الاولیاء، اول الذکر کو خواجہ نظام الدین اولیاء نے مرتب کیا ہے جبکہ مؤخر الذکر کو حضرت کے خلیفہ بدر الدین اسحاق نے جمع کیا ہے، ان ملفوظات کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ راہ سلوک میں آپ کا مقام بہت بلند تھا، انہوں نے متوسلین کو دل کی اصلاح پر زیادہ زور دیا اور فرمایا کہ صوفی وہ ہے جس کے دل میں اتنی صفائی ہو کہ اس کے صفاء قلب کے سامنے کوئی چیز پوشیدہ نہ رہے، صوفی دنیا اور دنیا کے لوگوں سے بے نیاز ضرور رہتا ہے مگر کسی حال میں بھی وہ دنیا کی مذمت نہیں کرتا، وہ نہ ان سے محبت رکھتا ہے اور نہ ان سے عداوت رکھتا ہے، آپ کے ملفوظات میں یہ بھی ہے کہ راہ سلوک میں سالک پر جس قدر رنج وتکلیف ہوگی وہ اسی قدر اللہ سے قریب تر ہوتا جائے گا، کیوں کہ اس کے ذریعہ سے وہ خدا کی طرف یاد کیا جاتا ہے، ایک موقع پر فرمایا کہ صوفی کی زندگی ذکر حق میں مشغول ہوتی ہے، وہ جب تک ذکر حق میں مستغرق ہو کر بے ہوش رہتا ہے تو وہ زندہ ہے اور جب ہوش میں آکر ذکر حق چھوڑ دیتا ہے تو وہ مردہ ہو جاتا ہے۔ حضرت خواجہ نے اپنی ایک اصلاحی مجلس میں مریدوں کو کسی بزرگ کا قول سنایا کہ جب ایک آدمی تین باتوں سے اجتناب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے تین چیزیں اٹھا لیتا ہے: اول جو شخص زکوٰۃ نہیں دیتا تو اللہ تعالیٰ اس کے مال سے برکت اٹھا لیتا ہے، دوم جو شخص قربانی نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس سے عاقبت چھین لیتا ہے، سوم جو شخص نماز نہیں پڑھتا اللہ تعالیٰ مرنے کے وقت اس سے ایمان کو جدا کر دیتا ہے، (بحوالہ راحت القلوب، مستفاد از بزم صوفیہ ص/۱۸۶)

ان ملفوظات کے مطالعہ سے پڑھنے والے کو صاف احساس ہوتا ہے کہ کوئی محرم راز آشنائے حقیقت بیان کر رہا ہے، ان شہ پاروں سے دل ودماغ کی ساری کھڑکیاں کھلتی ہوئی نظر آتی ہیں حقیقت یہ ہے کہ بزرگوں کے ملفوظات ضرور پڑھنے چاہئے، اس سے عمل کی راہیں کھلتی ہیں اور دل ودماغ میں تازگی وتوانائی آتی ہے، اللہ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے (آمین)

ہجومی تشدد کا سلسلہ آخر کب بند ہوگا؟

سرفراز احمد قاسمی

ہمارا ملک بھارت جس تیز رفتاری کے ساتھ نفرت وعداوت، بے روزگاری، بھوک مری، لاقانونیت، تاناشاہی شدت پسندی، بے اطمینانی اور خوف وہراس کی جانب بڑھ رہاہے، یہ انتہائی افسوس ناک ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ پورے ملک میں ہرجگہ فضا میں زہر گھول دیا گیاہے، مجموعی طور پر ہرشخص یہاں خوف ودہشت کی فضا میں سانس لے رہاہے، حالات دن بہ دن اتنے مایوس کن ہوتے جارہے ہیں کہ آپ کے ساتھ کب کیا ہوجائے کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ کورونا کے واقعات میں روز بروز اضافہ ہورہاہے، ہرجانب افراتفری ہے اور حکومت ہے کہ پراسرار خاموشی اختیار کئے ہوئے ہے، نہ انھیں لوگوں کی فلاح و بہبود کی فکر ہے اور نہ ہی لوگوں کے جان ومال کی، چھ سال کے عرصے میں ملک میں کوئی ترقی تو نہیں ہوئی لیکن برباد اور تباہ کرنے کا کھیل برابر ہورہاہے، ملک میں رہنے والے ۲۵/کروڑ مسلمانوں کیلئے زمین تنگ کی جارہی ہے، اس میں ایک طرف حکومت پیش پیش ہے اور دوسری جانب اکثریتی مذہب سے تعلق رکھنے والے کچھ شدت پسند دہشت گرد ہیں، جو غریب اور بے قصور مسلمانوں کو ایک منصوبے کے تحت مختلف بہانوں کے ذریعے نشانہ بناتے ہیں اور پھر وہ مظلوم اپنی جان ومال سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

2014 کے بعد سے اگر آپ ملکی حالات کا سرسری جائزہ لیں گے تو یہ بات بہت آسانی سے آپ کو معلوم ہوجائے گی کہ خاص طور پر مسلمانوں کو ہراساں کرنے اور انھیں خوفزدہ کرنے کیلئے نئے نئے ہتھکنڈے اپنائے گئے، کبھی گھر واپسی، کبھی لوجہاد اور کبھی سی اے اے اور این آرسی کے ذریعے انھیں خوف ودہشت میں مبتلا کیا گیا، تو کبھی ماب لنچنگ کا سلسلہ شروع کیا گیا، اس ہجومی دہشت گردی کا سب سے پہلا شکار، دادری کا محمد اخلاق ہوا تھا، جس کو اس لئے نشانہ بنایا گیا تھا کہ اس کے فریزر میں گائے کا گوشت تھا، یہ جھوٹا الزام لگاکر ایک ہجوم نے اس کو قتل کردیا تھا اور تبھی سے یہ سلسلہ جاری ہے، ایک رپورٹ کے مطابق اب تک تقریباً ۲۵۰/لوگ اس ہجومی دہشت گردی کا شکار ہوچکے ہیں، لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قانون بے بس ہے اور وہ اس طرح کے سماجی مجرم کو سزا دینے سے قاصر ہے، حالت اتنی خراب ہوچکی ہے کہ اگر آپ کسی راستے میں چل رہے ہیں، تو اس کی کوئی گارنٹی نہیں کہ آپ صحیح سلامت منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے، اگر آپ مسلمان ہیں تو کبھی بھی اور کسی بھی وقت آپ پر کوئی جھوٹا الزام لگاکر آپ کو ماب لنچنگ کا شکار بنالیا جائیگا، اور آپ اپنی جان گنوا بیٹھیں گے، کوئی پولس اور کوئی قانون مجرموں کا، درندوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، اگر ملک میں قانون اپنا کام کرتا تو لنچنگ کا سلسلہ کب کا ختم ہوگیا ہوتا اور غریب، معصوم ومظلوموں کو اپنی جان نہ گنوانی پڑتی، لیکن سوال یہ ہے کہ اس کی روک تھام کیلئے اب تک کیا کیا گیا؟ مسلم ووٹ پر عیش کرنے والے لیڈران آخر کیوں اس سلسلے میں آواز نہیں اٹھا رہے ہیں؟ کیا اسی طرح حیوانیت کا مظاہرہ کیا جاتا رہیگا؟

ملک کی مختلف ریاستوں میں یہ سلسلہ جاری ہے، تازہ معاملہ یوپی کے بریلی میں کچھ دن قبل پیش آیا، اخباری رپورٹ کے مطابق بریلی میں 32 سالہ مسلم نوجوان باسط علی کو انتہاپسندوں نے چوری کے شک میں بری طرح زدوکوب کیا، ان پر لوہا چوری کرنے کا جھوٹا الزام عائد کرکے ہندو شدت پسندوں نے کئی گھنٹے تک درخت سے باندھ کر رکھا اور جم کر اس کی پٹائی کی، اس کی اطلاع جب پولس کو ملی اور پولس موقع واردات پر پہنچی تو ہجوم نے باسط کو پولس کے سپرد کردیا، اس واقعہ کا بے چین کردینے والا ویڈیو بھی سوشل میڈیا پر گشت کررہاہے، ویڈیو میں جو شخص نظر آرہاہے وہ باسط علی ہے، ویڈیو میں یہ بھی دیکھا جاسکتا ہے کہ اس کے دونوں ہاتھوں کو درخت سے باندھ دیا گیا ہے، زدوکوب کے درمیان وہ مدد کی فریاد کررہاہے لیکن وہاں موجود لوگ اس پر کوئی توجہ نہیں دے رہے ہیں، بلکہ کئی لوگ تو مسکراتے ہوئے بھی دکھ رہے ہیں اور آپس میں بات چیت کررہے ہیں، اس دوران کچھ لوگ مظلوم باسط کے پاس ضرور آئے مگر وہ بھی صرف ویڈیو بناکر اور فوٹو کھینچ کر لوٹ گئے، ایک رپورٹ کے مطابق پولس نے بتایا کہ پٹائی کرنے کے بعد کچھ لوگ باسط کو تھانہ لیکر آئے، یہاں وہ لوگ بھی پہنچے جن کے سامان چوری ہونے کے الزام میں اس کی پٹائی کی گئی تھی، پولس اسٹیشن میں ان لوگوں نے کہا کہ چونکہ ان کا سامان واپس مل گیا ہے اور باسط ان کا پڑوسی ہے، لہذا وہ شکایت درج نہیں کرانا چاہتے، پولس اسٹیشن میں مبینہ سمجھوتے کے ایک گھنٹے بعد باسط نے وہیں دم توڑ دیا اور زندگی کی جنگ ہار گیا، اس واقعہ کے بعد باسط کا کنبہ کافی خوفزدہ ہے، مقتول کی ماں نے میڈیا سے کہا کہ جب مجھے معلوم ہوا کہ باسط کو کچھ لوگ پیٹ رہے ہیں، تو میں نے اپنے چھوٹے بیٹے کو اسے بچانے کیلئے کہا لیکن وہ اتنا ڈر گیا تھا کہ اس نے خود کو ایک کمرے میں بند کرلیا''۔ (روزنامہ سہارا حیدرآباد ۶/ستمبر ۲۰۲۰)

ایسا ہی ایک دوسرا واقعہ دہلی این سی آر میں پیش آیا، ۶/ستمبر بروز اتوار کو محمد آفتاب گڑگاؤں سے بلند شہر اپنی کار سے ایک سواری کو لے کر گئے، واپسی میں کچھ لوگوں نے لفٹ مانگا اور کہا کہ آگے چھوڑ دو، یہ لوگ گاڑی میں بیٹھنے کے بعد الٹی سیدھی باتیں کرنے لگے، مسلمانوں کے خلاف بولنے لگے، محمد آفتاب کو شک ہوا اور انھیں لگا کہ یہ لوگ صحیح نہیں ہیں، انھوں نے فوراً اپنے بیٹے کو فون لگایا اور موبائل کالنگ پر رکھ دیا، آفتاب کے بیٹے صابر کو گاڑی میں بیٹھے لوگوں کی پوری آواز سنائی دے رہی تھی، پانچ منٹ تک مسلمانوں کے خلاف الٹا سیدھا بولنے کے بعد گاڑی میں بیٹھے دو شخص نے محمد آفتاب سے کہا بولو جے شری رام۔ جے شری رام بولو۔ آفتاب نے بولنے سے انکار کردیا، اس کے بعد ان لوگوں نے کہا لو شراب پیو، آفتاب نے اسے پینے سے بھی انکار کردیا، یہ ساری باتیں آفتاب کے بیٹے صابر آفتاب سن رہے تھے اور آڈیو بھی ریکارڈ ہورہی تھی، اس کے بعد کار میں بیٹھے دہشت گردوں نے آفتاب کو مارنا شروع کردیا، موبائل آن تھا اس لئے آواز صابر کو سنائی دے رہی تھی، کچھ دیر بعد فون کٹ ہوگیا، آفتاب کے بیٹے صابر نے پولس اسٹیشن میں جاکر شکایت درج کرائی، پولس نے لاسٹ لوکیشن کا پتہ لگایا، چتارو نام کی جگہ آخری لوکیشن تھا، وہاں پر یہ لوگ گئے اور جانے کے بعد فوراً گاڑی تلاش کی گئی اور بادل پور پولس اسٹیشن سے چار کیلومیٹر کی دوری پر کار کھڑی مل گئی، وہاں دو پولس والے بھی موجود تھے، صابر نے پوچھا میرے والد کہاں ہیں؟ پولس نے کہا آپکو ہاسپٹل چلنا پڑیگا، ہاسپٹل جانے کے بعد معلوم ہوا کہ ان کے والد آفتاب کی موت ہوچکی ہے، دن دہاڑے قتل اور ماب لنچنگ کا یہ واقعہ دہلی میں پیش آیا''۔

آیئے اسی طرح کا ایک اور واقعہ دیکھتے ہیں، جو ابھی دوتین روز قبل ہی پیش آیا ہے اور سوشل میڈیا پر گشت کررہا ہے، یوپی کے سہارنپور کا اخلاق سلمانی نامی نوجوان ہریانہ کے پانی پت کام کی تلاش میں گیا تھا، شام کو پارک میں بیٹھا تھا، پیاس کی شدت کی وجہ سے سامنے ایک گھر سے پانی مانگنے گیا، جہاں اسکے ساتھ کچھ لوگوں نے بے رحمی سے مار پیٹ کی، یہاں تک کہ آرا مشین (لکڑی کاٹنے والی مشین) سے اسکا ایک ہاتھ تک کاٹ دیا گیا، پھر اسے مردہ سمجھ کر ریلوے کی پٹری پر چھوڑ دیا، اخلاق سلمانی کے رشتہ داروں نے پولس اسٹیشن میں شکایت درج کرائی ہے جسکی ایف آئی آر کی کاپی بھی سوشل میڈیا پر زیر گشت ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اخلاق سلمانی اور انکے علاوہ جتنے لوگ اس لنچنگ کا شکار ہوچکے ہیں کیا ایسے لوگوں اور انکے رشتہ داروں کو اب تک کوئی انصاف مل سکا؟ چاہے وہ جھاکھنڈ کا تبریز ہو یا پھر کوئی اور، کیا ہمارے ملک کا سسٹم بالکل اپاہج ہوچکا ہے؟ آفتاب کو انصاف دلانے کیلئے ایک مسلم تنظیم نے عدالت جانے کا اعلان کیا ہے جو ایک اچھی پیش رفت اور اچھا قدم ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا دوسرے لوگوں کے انصاف کیلئے ہمیں آواز نہیں اٹھانی چاہئے؟

ملک میں ہجومی دہشت گردی کے بڑھتے واقعات اور لامتناہی سلسلہ کو دیکھتے ہوئے بنگال کی ممتا حکومت نے نیا قانون لانے کا اعلان کیا تھا اور اس بل کو اسمبلی میں پاس بھی کردیا گیا، اس بل میں ہجومی دہشت گردی کے خلاف سخت الزامات کے تحت ہجوم کو بھڑکانے والوں کیلئے عمر قید کی سزا کا جواز پیش کیا گیا ہے، بل میں کہا گیا کہ اگر ایسی مار پیٹ سے متاثرہ کی موت ہوجاتی ہے تو اسکے ذمہ دار شخص کو پھانسی یا عمر قید اور پانچ لاکھ روپے کا جرمانہ ہوسکتا ہے، بل پیش کرتے وقت ممتا نے ایوان میں یہ بھی کہا کہ ماب لنچنگ ایک سماجی ناسور ہے، اور اسکے خلاف ہم سبھی کو متحد ہوکر لڑنا چاہئے۔

سپریم کورٹ نے لنچنگ کے خلاف کارروائی کرنے کی ہدایت دی ہے، ہجومی دہشت گردی کیخلاف قانون بنانے میں مغربی بنگال، راجستھان کے بعد ملک کی دوسری ریاست بن گئی ہے، اس قانون کے تحت ان لوگوں کی سزا کا التزام ہے جو ہجومی دہشت گردی کی سازش رچتے ہیں، ساتھ ہی ان لوگوں کے لئے بھی جو ہجومی دہشت گردی میں شامل ہوں، ممتا نے یہ بھی کہا ہے کہ مرکزی حکومت کو بھی ایسے جرائم پر روک لگانے کیلئے قانون بنانا چاہئے، بل میں عمر قید اور جرمانے کی زیادہ سے زیادہ سزا ایک لاکھ سے پانچ لاکھ رکھنے کی تجویز رکھی گئی ہے، بل کے ڈرافٹ کے مطابق مذہب، ذات، جنس، جائے پیدائش اور زبان، ذات پات یا کسی دوسری بنیاد پر ہجوم کے ذریعے تشدد کو ہجومی تشدد کے طور پر واضح کیا گیا ہے، اس سے قبل راجستھان اسمبلی نے بھی ہجومی تشدد کرنے والوں کو عمر قید اور ایک لاکھ سے پانچ لاکھ تک کے جرمانے والا بل اسمبلی میں پاس کیا تھا، جو ایک اچھی پیش رفت ہے، ملک کی مختلف ریاستوں میں ہجومی دہشت گردی کے واقعات ان دنوں عام ہوچکے ہیں، وقفے وقفے سے کہیں نہ کہیں، کسی نہ کسی ریاست میں ہجومی تشدد کے نام پر غریب اور نہتے لوگوں پر حملہ کردیا جاتا ہے۔

ملک کی شمالی ریاستیں اس وقت ان واقعات کے مرکز ہیں، جس میں زیادہ تر واقعات یوپی، جھارکھنڈ کے علاوہ دہلی میں ہورہے ہیں، بلکہ ان ریاستوں میں خاص طور پر اس طرح کے واقعات رونما ہورہے ہیں جہاں بی جے پی اور اسکی اتحادی حکومت ہے، ایسی ریاستوں میں منظم انداز میں ہجومی دہشت گردی کے واقعات انجام دیئے جارہے ہیں، جو انتہائی افسوسناک ہے، لیکن اس سے زیادہ افسوس ناک بات یہ ہے کہ ان مجرموں کے خلاف کوئی سخت کارروائی نہیں کی جاتی جس کی وجہ سے انکے حوصلے بلند ہوتے جارہے ہیں، حکومت کی جانب سے ظالموں کے بجائے مظلوم اور معصوموں کو ہی اگر مورد الزام ٹھہرانے کی کوشش کی جائیگی تو ظاہر ہے کہ اس سے مجرموں کے حوصلے بلند ہوں گے اور اب تک یہی ہوتا آرہاہے، چاہے وہ پہلو خان کا معاملہ ہو یا تبریز انصاری کا، ہر ایک کے ساتھ یہی ہورہاہے، اس سے پہلے عدالت عظمیٰ نے مرکز اور ریاستی حکومتوں کو نوٹس جاری کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہجومی تشدد جیسے واقعات کی روک تھام کیلئے مؤثر اقدامات کئے جائیں۔

لیکن سوال یہ ہے سپریم کورٹ کی اس نوٹس پر کہاں تک عمل ہوا؟ ظاہر ہے اگر اس پر عمل آوری ہوتی تو پھر اس طرح کے واقعات ہی نہ ہوتے، سال گذشتہ اترپردیش کی لاء کمیشن نے اس قسم کے بڑھتے واقعات پر از خود نوٹس لیتے ہوئے ایک مسودہ قانون تیار کیا تھا، جس میں حملہ آوروں کو سات سال اور اپنی ڈیوٹی سے غفلت برتنے والے پولس افسران کو تین سال قید کی سزا تجویز کی گئی تھی، یہ مسودہ سی ایم یوگی کو پیش کردیا گیا اور اس مسودہ کا نام ''اترپردیش ہجومی تشدد مخالف بل 2019'' رکھا گیا تھا، اس مسودہ میں یہ کہا گیا تھا کہ ہجومی تشدد کو ایک الگ جرم سمجھا جائے تاکہ شرپسندوں کے اندر خوف پیدا ہو، اس میں سفارش کی گئی تھی کہ ہجومی تشدد سے متاثر شخص کے زخمی ہونے کی صورت میں حملہ آوروں کو سات سال تک کی جیل اور ایک لاکھ روپے تک جرمانہ، شدید مار لگنے کی صورت میں دس سال تک کی جیل اور تین لاکھ روپے جرمانہ، ہلاک ہونے کی صورت میں بامشقت عمر قید اور پانچ لاکھ روپے تک کا جرمانہ عائد کیا جائے اور سزا سنائی جائے، لاء کمیشن کے چیرمین ریٹائرڈ جسٹس آدتیہ ناتھ متل کی رپورٹ کے مطابق موجودہ قوانین کو ناکافی قرار دیا گیا، اور اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ نہ صرف مجرموں کو سزا دی جائے بلکہ غفلت برتنے پر انتظامیہ کو بھی ذمہ دار ٹھہرایا جائے۔

ان سب کے باوجود ریاست میں ہجومی دہشت گردی کا سلسلہ جاری ہے، اور یہ اسلئے کہ لاء کمیشن کے مسودہ کو کچرے دان میں ڈال دیا گیا، اگر حکومت کی جانب سے اس طرح کی کارروائی میں ملوث حملہ آوروں کے خلاف کارروائی ہونے کے ساتھ غیر ذمہ داری برتنے والے حکام کے خلاف بھی کارروائی ہو تو اس دہشت گردی پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

غیر دستوری سرگرمیاں امتناعی قانون (یواے پی اے)

ایڈووکیٹ کے پی محمد شریف وائس چیر مین این سی ایچ او(ترجمہ سید عادل فریدی)

اس قانون کو منسوخ کیوں ہونا چاہئے؟

اس بے انصافی کے خلاف احتجاجات کے باوجود دہشت گردی کے نام پر بے گناہوں کی بے جا گرفتاری کا طویل سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ ملک کے مختلف حصوں میں ان غیر قانونی گرفتاریوں اور اسکے بعد بلا سماعت ملزمین کو جیلوں میں بند رکھنے کی بنیادی وجہ غیر دستوری سرگرمیاں امتناعی قانون (یواے پی اے) ہے۔ یہ اصل قانون ۱۹۶۷ء میں بنا جس میں تین بار ۲۰۰۴ء، ۲۰۰۸ء اور ۲۰۱۲ء میں ترمیم ہوئی۔ ان ترمیمات کے ذریعہ اصل قانون میں نئی شقوں کا اضافہ کیا گیا، جس سے یہ قانون مزید غیر انسانی ہوگیا اور یہ قبل کے خصوصی قانون ٹاڈا اور پوٹا سے بھی زیادہ سنگین ہوگیا۔ انہیں وجوہات کی بناء پر جب تک اس قانون کو منسوخ نہیں کیا جائے گا بے گناہوں کی گرفتاری اور انہیں جیلوں میں محبوس رکھنے کا یہ لامتناہی سلسلہ جاری رہے گا۔

دہشت گردی سے متعلق سابقہ قوانین ٹاڈا اور پوٹا حقوق انسانی کمیشن اور عوامی تحریک کے زبردست دباؤ پر سابقہ حکومت کے ذریعہ ختم کیے گئے۔ حکومت کو جنرل الیکشن کے وقت ٹاڈا اور پوٹا کو ختم کرنے کا وعدہ کرنے پر مجبور کیا گیا۔ لیکن بدقسمتی سے سماجی کارکنوں اور حقوق انسانی کے اداروں نے یواے پی اے قانون میں ہونے والی ترمیمات کے خطرناک پہلوؤں اور اس کی سنگینی پر اتنی توجہ نہیں دی جیسی توجہ انہوں نے سابقہ قوانین پر دی تھی۔

۱۶/دسمبر ۲۰۰۸ء کو حکومت ہند نے بظاہر دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر یواے پی اے ترمیمی بل کو لوک سبھا میں پیش کیا۔ لوک سبھا سے یہ بل اگلے ہی دن بغیر کسی بحث اور تفصیلی تجزیہ کے پاس کر دیا گیا۔ اور انتہائی نامناسب عجلت کے ساتھ پارلیامنٹ نے این آئی اے ایکٹ بھی ساتھ میں پاس کیا۔ نہ تو ان دونوں بلوں کو عوام کے سامنے لایا گیا اور نہ اس کی مناسب جانچ پڑتال کی گئی۔ حکومت نے تین ہفتہ پہلے ممبئی میں واقع ہوئے دہشت گردانہ حملہ سے پیدا ہوئے خوف کو بنیاد بنا کر آناً فاناً میں یہ دونوں بل پاس کرا لیے۔

منسوخ شدہ خصوصی قوانین ٹاڈا اور پوٹا:

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ لوگوں کی حفاظت کے لیے قانون کی ضرورت ہوتی ہے۔ یواے پی اے اور این آئی اے جیسے قوانین بدقسمتی سے سابقہ متنازع دہشت گردی قوانین کا آئینہ ہیں، جنکے غیر آئینی اور انسانیت سوز ہونے کی وجہ سے زبردست تنقید ہوچکی ہے۔

ٹاڈا اور پوٹا جیسے قوانین دہشت گردی کے خاتمہ اور اور تشدد پسندی پر لگام لگانے کے لیے نافذ کئے گئے تھے، لیکن جب قانون کو نافذ کرنے والے اداروں نے ان قوانین پر عمل درآمد کرنا شروع کیا تو تشدد، قانون کے غلط استعمال اور زبردست تعصب کی داستان شروع ہو گئی۔ جانچ ایجنسیوں کے تعصب، جانبداری، کرپشن، فرقہ واریت، نسل پرستی اور مذہبی تعصب نے بے گناہوں اور بے قصور نوجوانوں کو جیلوں میں ڈالنے اور ان کو بغیر ضمانت اور بغیر ٹرائل کے قید رکھنے میں بہت ہی گھناؤنا کردار ادا کیا۔ انہوں نے پولیس کی مدد کی انسانی حقوق کی خلاف ورزی، ظالمانہ گرفتاری، ٹارچر، بے انصافی کے ساتھ قتل کرنے اور اغوا کرنے میں ۔ ٹاڈا کے خلاف ملک گیر تحریک کے نتیجہ میں یہ قانون ۱۹۹۵ء میں منسوخ ہوا۔

یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ ٹاڈا کے متاثرین میں سے بڑی تعداد اقلیتوں خاص کر مسلمانوں کی تھی۔ ۱۹۸۴ء سے قانون کے منسوخ ہونے تک گجرات میں ۱۸۶۸۶ افراد ٹاڈا کے تحت گرفتار ہوئے اور پنجاب میں ۱۵۳۱۴ افراد اس قانون کے تحت گرفتار ہوئے اور یہ سب کے سب اقلیتی فرقہ کے تھے۔ پنجاب میں زیادہ تعداد سکھوں کی تھی۔ اسی مدت یں ۱۵۲۲۵ مسلمان جموں اور کشمیر میں اور ۱۲۷۱۵ مسلمان آسام میں گرفتار ہوئے۔ مجموعی گرفتار شدگان کی تعداد ۷۷۵۰۰ تھی۔ جب کہ ان میں سزا یافتہ لوگوں کا تناسب صرف 0.81% تھا۔ ٹاڈا ریویو کمیٹی نے یہ ثابت کیا کہ اکثر معاملوں میں ٹاڈا کا غلط استعمال کیا گیا۔

پوٹا ۲۰۰۲ء میں پارلیامنٹ کے جوائنٹ سیشن کے ذریعہ پاس کیا گیا۔ امریکہ میں ۹/۱۱ کے حملہ کے بعد۔ دسمبر ۲۰۰۱ء میں پارلیامنٹ پر بھی دہشت گردانہ حملہ ہوا۔ یہ بھی اس قانون کے پیش کرنے کا باعث بنا۔ اس قانون کو ٹاڈا کے مقابلہ میں زیادہ سخت بنایا گیا۔ پوٹا قانون فرقہ پرست اور قدامت پسند پارٹی بی جے پی کے ہاتھ میں اقلیتوں، کمزوروں اور حاشیہ پر کھڑے ہوئے افراد کو دہشت زدہ کرنے اور ان کو تباہ کرنے کے لیے ایک بڑا ہتھیار ہوگیا۔ اور اسی قانون پوٹا کے تحت کئی بایاں محاذ کی جماعتوں اور مسلم تنظیموں پر پابندی لگائی گئی۔ اس قانون نے موثر طریقہ پر کرمنل جسٹس سسٹم کی بنیادوں کو ختم کر دیا اور ثبوت مہیا کرنے کا بوجھ ملزم پر ہی ڈال دیا۔ پوٹا، ٹاڈا سے بھی زیادہ ظالمانہ ثابت ہوا ایں وجہ کہ اس میں سیکورٹی فورسز اور خصوصی عدالتوں کو غیر معمولی اختیارات دے دیے گئے تھے۔ اس قانون کے تحت ایک آدمی مشتبہ تنظیموں یا دہشت گردوں سے صرف ادنی مواصلات یا تعاون یا مختلف سیاسی خیالات کے اظہار سے ہی مجرم قرار دیا جا سکتا تھا۔ حکومت کسی بھی تنظیم کو دہشت گرد قرار دے سکتی تھی بغیر کوئی منطقی وجہ ظاہر کیے ہوئے۔ عملی طور پر حکومت خود ہی جج، عدالت اور استغاثہ تھی، خصوصی عدالتیں کیمرے پر ٹرائل کر سکتی تھیں اور پبلک کو کوئی کورٹ ریکارڈ نہیں مل سکتا تھا۔

عدالتیں بھی ان دونوں قوانین کے تحت ہونے والے حقوق کی پامالی کا ازالہ کرنے میں ناکام ثابت ہوئی۔ عدالتیں پولیس کی کہانی پر آنکھ بند کر کے اعتماد کرنے لگیں اور ٹاڈا قانون کے تحت ملزم ٹھہرانے لگیں حتی کہ اگر ایف آئی آر میں وہ وجوہات نہ بھی ہوں جو ٹاڈا قانون کے دائرے میں آتے ہیں۔ وہ ملزم یا اس کے وکیل کی غیر حاضری میں بھی ٹرائل کا انعقاد کر سکتی تھی۔ پوٹا کے خلاف عوام کا غصہ اتنا بھڑکا کہ کانگریس جو اس وقت حزب مخالف تھی اس کو اپنے انتخابی وعدے کے طور پر اس قانون کو ختم کرنے کا وعدہ کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ لیکن جو بے قصور نوجوان طویل مدت تک جیل میں رہے اور ان کو سالوں تک ٹرائل کا سامنا کرنا پڑا بالآخر رہا کیے گئے مگر کسی قسم کے معاضہ سے محروم رہے۔ کرمنل لاء کا بنیادی اصول یہ ہے کہ کسی بھی بے گناہ کو سزا نہیں دی جا سکتی ہے۔

حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ بھی فطری قانون کے اصولوں کے مطابق ہونی چاہئے۔ اور مناسب کارروائی اور صاف ستھرا ٹرائل ہونا چاہیئے حتی کہ ناگزیر حالات میں بھی۔ اقوام متحدہ کی سیکورٹی کاؤنسل کے ریزولیشن ۱۴۵۶ میں واضح طور پر لکھا ہے کہ دہشت گردی کے خلاف جو بھی اقدامات کیے جائیں ان میں حقوق انسانی کے تحفظ کے تعلق سے بین الاقوامی قانون پر عمل درآمد ضروری ہے۔

پچھلے دروازے سے دوبارہ واپسی:

یو پی اے حکومت نے انتہائی چالاکی کے ساتھ پوٹا میں موجود سیکورٹی ایجنسیوں کے من مانے اختیارات کو موجودہ یواے پی اے قانون میں ترمیم کے دوران اس میں داخل کر دیا۔ یواے پی اے میں ہونے والی ترمیمات نے پولیس کو لامحدود اختیارات دے دیئے ہیں اور وہ قانون کے ضابطوں کا بڑے انتہائی ممکنہ حد تک غلط استعمال کر سکتے ہیں۔

۱۔ عمومی طور پر کسی بھی واقعہ کی کیس ڈائری جانچ کرنے والے افسران کے ذریعہ تیار کی جاتی ہے۔ کیس ڈائری کی بنیاد پر اگر جج کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ ملزم کے خلاف ابتدائی ثبوت بھی موجود ہیں، تو وہ ضمانت دینے سے انکار کر سکتا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ ملزم کو طویل مدت تک جیل میں رہنا ہوگا۔ کورٹ ٹرائل سے پہلے میڈیا ٹرائل کی وجہ سے یہ بات یقینی ہو جائے گی کہ ملزم پر دہشت گرد ہونے کا ایک مستقل کلنک لگ جائے گا۔ حتی کہ اگر وہ بے قصور ثابت ہوا اور رہا ہو جائے پھر بھی۔ یہ شق آئین ہند کے دفعہ ۲۱ کی کھلی ہوئی خلاف ورزی ہے جو کہ ایک شہری کی زندگی اور آزادی کا تحفظ کرتا ہے۔ اس بات کی کوئی گارنٹی نہیں ہے کہ پولیس کا رویہ غیر جانبدارانہ اور عدم تعصب پر مبنی ہوگا خصوصا اس وقت جب ان کو مسلمانوں، قبائیلیوں یا دلتوں سے نمٹنا ہو۔

۲۔ ان ترمیمات نے مرکزی حکومت کے اختیارات کو بھی بڑھا دیا ہے اب وہ کسی بھی تنظیم یا ادارے پر پابندی عائد کر سکتی ہے یا اس کے ارکان کے خلاف مقدمہ چلا سکتی ہے یا ان کو گرفتار کر سکتی ہے۔ یواے پی اے قانون نے سابق میں حکومت کو یہ اختیار دیا تھا کہ وہ غیر قانونی جماعتوں کو دہشت گرد تنظیم، دہشت گرد گینگ، یا غیر قانونی اسوسی ایشن قرار دے۔ ترمیمات نے جرائم کی تعداد کو اضافہ کر دیا اب اس کے زمرے میں کسی دہشت گرد تنظیم یا گینگ کو کسی قسم کا تعاون کرنا یا اس کا ممبر ہونا بھی شامل ہوگیا۔

۳۔ دہشت گردی، غیر قانونی تنظیم وغیرہ کی تعریفات بہت ہی مبہم اور غیر واضح ہیں۔ اس ایکٹ کے تحت غیر قانونی سرگرمی کوئی بھی ایسا عمل ہوگا بشمول، تقریر یا گفتگو جو کسی قسم کے بھی دہشت گردانہ فعل کی حمایت میں ہو گی۔ یا کوئی بھی سوال، یا اعتراض جو ہندوستان کی حکومت کے خلاف ہو۔ غیر قانونی سرگرمیوں میں وہ افعال بھی داخل ہوں گے جو ہندوستان سے محبت کے جذبات کے خلاف ہوں۔ کوئی بھی تنظیم غیر قانونی قرار دی جا سکتی ہے محض اس بنا پر کہ اس کے مقاصد میں کوئی ایسی چیز شامل ہے جو اس ایکٹ کی رو سے غیر قانونی شمار ہوتی ہے یا یہ کہ وہ کسی غیر قانونی سرگرمی کی اشاعت یا ترویج کرتی ہو یا اس کی ترغیب دیتی ہو۔ اس طرح کی تعریفات کا استعمال حکومت کی جانب سے سیاسی، قبائلی، علاقائی یا دوسری تحریکوں کے کردار کو داغدار کرنے کے لیے کیا جا رہا ہے جس کو وہ عام طور سے پسند نہیں کرتی۔ مبہم تعریفات بھاری بھرکم جرمانے اور گرفتار کرنے و جانچ کرنے کے وسیع تر اختیارات کا غلط استعمال سیاسی مخالفین کے خلاف کیا جا رہا ہے یا قبائلی آبادیوں اور کمزور مذہبی اداروں یا عوام کو دبانے یا انہیں ہراساں کرنے میں کیا جا رہا ہے۔ ''ایسے جملے جو اتحاد وطن کے خلاف ہوں، اجتماعیت کے خلاف ہوں ہندوستان کے تحفظ یا اس کے اقتدار اعلیٰ کے خلاف ہو یا لوگوں کو دہشت زدہ کرنے کے ارادے سے کیا گیا کسی بھی طرح کا کوئی عمل ہو، یا کوئی ایسا عمل جس کی بنیاد پر کوئی انسان زخمی ہو جائے یا اس کی جان چلی جائے، یا کسی کے جائداد کا نقصان ہوا ایسا عمل غیر قانونی سرگرمی شمار کیا جائے گا اور کرمنل ایکٹیوٹی کہلائے گا اور ایسا شخص یا ایسی جماعت اس قانون کے زمرے میں آئیں گے۔''

۴۔ وزارت داخلہ کسی بھی جماعت کو فوری اثر سے دہشت گرد تنظیم یا دہشت گرد جماعت یا غیر قانونی اسوسی ایشن قرار دے سکتی ہے۔ جب ایک جماعت کو غیر قانونی اسوسی ایشن قرار دے دیا گیا تو اس کے بعد حکومت کو چھ مہینے کی مہلت دی جائے گی اس غیر قانونی قرار دینے کی وجوہات بیان کرنے کے لیے اس مدت میں وہ ان وجوہات کو خصوصی ٹریبونل کے سامنے پیش کرے گی اس خصوصی ٹریبونل میں ہائی کورٹ کے جج شامل ہوں گے جن کو خود حکومت نامزد کرے گی۔ حکومت کو غیر قانونی تنظیم قرار دینے کی تشفی بخش وجوہات پیش کرنی ہوں گی۔ لیکن مذکورہ ایسوسیشن کے خلاف یہ شواہد عوام کے سامنے ظاہر نہیں کیے جائیں گے۔

۵۔ مگر محدود پیمانے پر جو نظر ثانی کا طریقہ کار غیر قانونی جماعتوں کو حاصل ہے وہ بھی ان جماعتوں کو حاصل نہیں ہے جو دہشت گرد قرار دی گئی ہیں۔ جس جماعت کو دہشت گرد تنظیم یا گینگ قرار دے دیا گیا ہے وہ اس دعویٰ کو رد کرنے کے لیے ریویو کمیٹی کے سامنے اپیل دائر کر سکتے ہیں، یہ ریویو کمیٹی ہائی کورٹ کے رٹائرڈ ججوں پر مشتمل ہوگی۔ لیکن وہ کوئی نئی شہادت یا موجودہ گواہوں کو اپنی اپیل کی حمایت میں نہیں پیش کر سکیں گے۔

۶۔ کسی ایسے گروپ کی رکنیت اختیار کرنا جس کو غیر قانونی ایسوسی ایشن یا دہشت گرد تنظیم یا گینگ قرار دے دیا گیا ہے، ایک سنگین جرم ہے جس کی سزا دو سال تک جیل ہو سکتی ہے۔ دہشت گرد تنظیم یا گروہ قرار دی گئی جماعت کے کسی ایسے فعل میں ملوث ہونے کی صورت میں جو دہشت گردی کے زمرے میں آتا ہے اس کی رکنیت اختیار کرنے پر عمر قید کی سزا ہو سکتی ہے۔ اگر چہ وہ رکن خود کسی دہشت گردی والے فعل میں ملوث نہیں ہے۔ اس لیے کہ کسی بھی جماعت کو فوری اثر کے تحت دہشت گرد قرار دیا جائے گا۔ اور جوں ہی گروپ پہ اس کا الزام لگے گا اسی وقت سے کسی پر بھی الزام لگایا جا سکتا ہے اور گرفتار کیا جا سکتا ہے۔ اس دفعہ کے تحت بہت سارے لوگ سیمی کے ممبران، نکسلائڈ یا ماؤوادی ہونے کے الزام میں ابھی جیلوں میں بند ہیں۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

اقوام متحدہ میں اصلاحات کی ضرورت: سید اکبرالدین

اقوام متحدہ میں ہندوستان کے سابق مستقل مندوب سید اکبرالدین نے کہا کہ اقوام متحدہ میں اصلاحات کی ضرورت ہے تاکہ اس پلیٹ فارم پر صرف امن اور سلامتی کے مسئلے ہی نہیں بلکہ ہر اس مسئلہ کو اٹھایا جاسکے جو موجودہ وقت میں اہمیت کا حامل ہے "آج دنیا بہترین ہے یا بدترین" کے عنوان پر منعقدہ ایک ویبنار سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ "ہم جس بحران سے گزر رہے ہیں، اپنی زندگی میں ہم نے ابھی تک ایسا بحران نہیں دیکھا تھا۔ یہ بحران صحت، ماحولیات، معاشی پہلو، سائبر کرائم اور جیو پولیٹیکل سے متعلق ہے۔ یہ بحران امن و شانتی کے وقت کا بحران ہے، جس میں ہم نے لاکھوں افراد کو کھو دیا ہے، اقوام متحدہ میں ہمیشہ امن وسلامتی کی بات ہوتی رہتی ہے، جب کہ اس فورم پر ہر اس چیلنج کے بارے میں بات کی جانی چاہئے جس کا تعلق صحت سے، ماحولیات سے یا معاشی پہلو وغیرہ سے ہو۔ سلامتی کونسل کورونا وائرس کی وبا کے شروعاتی تین مہینے تک اس قدر سنگین مسئلے کو نظرانداز کرتی رہی، کیونکہ یہ امن وسلامتی سے متعلق مسئلہ نہیں تھا، اگرچہ لاکھوں افراد اس کی وجہ سے جاں بحق ہوگئے۔ سلامتی کونسل نے بالآخر بعد میں اس پر بحث کیا۔ اس بحث کے تین ماہ گزر جانے کے بعد بھی زمینی سطح پر کوئی تبدیلی نظر نہیں آئی، اسی لیے اقوام متحدہ میں اصلاح کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اقوام متحدہ میں تبدیلی کے لیے سرمایہ کاری کرنا ضروری ہے، بصورت دیگر مختلف ممالک غریب اور کمزور ہوجائیں گے۔ ہندوستان جیسے ملک کے لئے یہ بہت اہم ہے، جس کو بین الاقوامی تعاون کی ضرورت ہے۔" (یو این آئی)

اداکارہ نے ٹرمپ پر لگایا جسمانی زیادتی کا الزام

مشہور اداکارہ اور سابق ماڈل ایمی ڈورس نے امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ پر نیویارک میں ۱۹۹۷ء میں یو ایس اوپن ٹینس ٹورنامنٹ کے دوران ان کے ساتھ جسمانی بدسلوکی کرنے کا الزام عائد کیا ہے۔ ڈورس نے لندن کے اخبار دی گارجین کو جمعرات کے روز انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ وہ ۵؍ستمبر ۱۹۹۷ء کو ٹورنامنٹ دیکھنے نیویارک گئی تھیں اور اس وقت ان کی عمر صرف ۲۴؍سال تھی۔ ڈورس نے ثبوت کے طور پر اس پروگرام کی ٹکٹوں اور تصاویر کی کاپیاں اخبار کو فراہم کرائی۔ (یو این آئی)

سردیوں میں کورونا کی بڑی لہر سامنے آسکتی ہے: تحقیق

درجہ حرارت بڑھنے سے کورونا وائرس کے پھیلاؤ کی شرح جہاں معتدل رہی، وہیں آئیندہ مہینوں میں جب ہوائیں سرد ہونے لگیں گی، اس وبا کی ایک بڑی لہر سامنے آسکتی ہے۔ یہ اندیشہ امریکہ کی جونز ہوپکنز یونیورسٹی کی ایک تحقیق میں خیال ظاہر کیا گیا ہے۔ تحقیقی ٹیم کے قائد ڈاکٹر ایڈم کپلین کے مطابق خزاں اور موسم سرما کے دوران ایک طوفانی لہر کا سامنا ہوسکتا ہے، ممکن ہے اسے کنٹرول کرنا پہلے سے زیادہ مشکل ہو۔ (یو این آئی)

یوشیہیدے سوگا بنے جاپان کے نئے وزیراعظم، مودی نے دی مبارکباد

جاپان میں برسراقتدار لبرل ڈیموکریٹک پارٹی (ایل ڈی پی) کے لیڈر یوشیہیدے سوگا کو بدھ کو روایتی طور پر ملک کا نیا وزیراعظم منتخب کرلیا گیا۔ جاپان کی پارلیمنٹ کے ایوان زیریں میں ہوئے الیکشن میں ارکان پارلیمنٹ نے ۷۱؍سالہ مسٹر سوگا کو اپنا نیا رہنما منتخب کیا۔ اس سے پہلے خراب صحت کی وجہ سے اپنا عہدہ چھوڑنے والے جاپان کے وزیراعظم شنزو آبے اور ان کی کابینہ نے بدھ کو سرکاری طور پر استعفی دے دیا۔ اس کے ساتھ ہی مسٹر آبے کا تقریبا آٹھ سالہ ریکارڈ میعاد بھی اختتام کو پہنچا۔ (یو این آئی)

لیبیا کے وزیراعظم کا مستعفی ہونے کا اعلان

لیبیا کی بین الاقوامی طور پر تسلیم شدہ حکومت کے سربراہ فائز السراج نے مستعفی ہونے کا اعلان کردیا۔ سرکاری ٹی وی پر قوم سے مختصر سے خطاب کرتے ہوئے فائز السراج نے کہا کہ وہ اکتوبر کے اواخر میں اقتدار کسی نئی حکومت کو سونپ دیں گے۔ کرنل معمر قذافی کی حکومت ختم ہونے کے بعد سے لیبیا خانہ جنگی کا شکار ہے۔ ملک میں دو حکومتیں ہیں جن میں سے ایک فائز السراج کی حکومت "جی این اے" کو اقوام متحدہ نے تسلیم کر رکھا ہے۔ (نیوز ایکسپریس)

امریکہ کے جنگلات میں لگی آگ کے اثرات یورپ تک پہنچنے لگے

امریکہ کے جنگلات میں لگی آگ کے اثرات اب یورپ تک پہنچنے لگے ہیں۔ یورپی یونین کی آب وہوا پر نظر رکھنے والے اداروں کے مطابق وہ اس غیر معمولی آگ کا تجزیہ کررہے ہیں۔ امریکہ کی ریاستیں کیلی فورنیا، اوریگون اور واشنگٹن کے جنگلات آتش زدگی سے شدید متاثر ہوئے ہیں، اس آگ سے وسیع رقبے پر جنگلات اور املاک تباہ ہوچکی ہیں جب کہ مقامی آبادیوں کو بھی انخلا کرنا پڑا ہے۔ آگ سے ۳۵؍سے زائد افراد بھی ہلاک ہوچکے ہیں اور پچاس لاکھ ایکڑ کا رقبہ جل چکا ہے۔ کاپرنیکس ایٹموسفیر مانیٹرنگ سروس کا کہنا ہے کہ اس آگ سے اٹھنے والے وسیع دھویں کو مشرق کی جانب آٹھ ہزار کلومیٹر دور تک دیکھا گیا ہے اور اب یہ شمالی یورپ پہنچنا شروع ہوگیا ہے۔ (وائس آف امریکہ)

کورونا وبا کنٹرول سے باہر ہوچکی ہے: سیکریٹری جنرل اقوام متحدہ

اقوامِ متحدہ کے سیکریٹری جنرل انتونیو گوتیرس نے خبردار کیا ہے کہ کورونا وائرس کی عالمی وبا اب کنٹرول سے باہر ہوچکی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ کورونا کی مؤثر اور سستی ویکسین کی تیاری کے لیے دنیا کو مل کر کام کرنا ہوگا۔ بدھ کو صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اس وقت دنیا کی سیکیورٹی کے لیے کورونا وائرس ہی سے سب سے بڑا خطرہ ہے۔ ایک طرف جہاں مختلف ممالک میں سائنس دان اور ماہرینِ طب کرونا وائرس کی مؤثر ویکسین تیار کرنے کی کوششیں کررہے ہیں، اقوامِ متحدہ کے سیکریٹری جنرل نے کہا ہے کہ اس عالمی وبا کے لیے کوئی اکسیر نہیں ہے۔ (وائس آف امریکہ)

بزنس روزگار وکیریئر

مولانا سجاد میموریل اسپتال کے میٹرنٹی کے اوقات میں توسیع

امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کے مولانا سجاد میموریل اسپتال کے ذریعہ پھلواری شریف اور اطراف کے ضرورت مند مریضوں کا بڑا فائدہ ہورہا ہے، اور دن بدن اسپتال سے رجوع کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جارہا ہے، اسپتال کا میٹرنٹی ڈپارٹمنٹ کم خرچ میں ڈلیوری کی بہتر سہولت فراہم کرنے کے معاملہ میں پورے علاقہ میں معروف ہے، اس لیے مریضوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب کے مشورہ سے میٹرنٹی ڈپارٹمنٹ میں او پی ڈی کے نظام الاوقات میں توسیع کی گئی ہے، اور اب یہ صبح کے وقت کے علاوہ دوپہر دو بجے سے شام پانچ بجے تک بھی اپنی خدمات دے گا۔ واضح ہو کہ دوسرے وقت میں ڈاکٹر ہما کریم (ایم بی بی ایس، ڈی بی او) کی خدمات حاصل رہیں گی۔ ضرورت مند مریض ان اوقات میں بھی اسپتال سے رجوع کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ بچوں کے امراض کے ماہر ڈاکٹر محمد تقی امام (ایم بی بی ایس ایم ڈی) بھی صبح ۱۱؍بجے سے دوپہر ایک بجے تک روزانہ بیٹھ رہے ہیں۔

ایس ایس سی کی تیاری کے لیے بہار انجمن کی طرف سے مفت کوچنگ

غیر مقیم بہاریوں کی تنظیم بہار انجمن کے تحت چلائے جارہے تعلیمی ادارہ رہبر اکیڈمی نے ایس ایس سی جی ایل کے امتحان دینے کے خواہش مند اقلیتی طبقہ کے امیدواروں کے لیے مفت رہائشی کوچنگ کا نظم کیا ہے۔ اکیڈمی نے کوچنگ کے خواہشمند امیدواروں سے آن لائن درخواستیں طلب کی ہیں، درخواست دینے والے امیدواروں کے پاس بیچلر ڈگری اور اسٹاف سلیکشن کمیشن کے مشترکہ گریجوئیٹ لیول امتحان کے لیے اہل ہونا لازمی ہے۔ رہبر اکیڈمی کی طرف سے منتخب میدواروں کو مفت رہائش اور مفت کوچنگ SSC-CGL2020 امتحان تک فراہم کی جائے گی۔ فارم جمع کرنے کی آخری تاریخ ۳۱؍اکتوبر ۲۰۲۰ء تک ہے۔ مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ www.rahbaracademy.org سے رابطہ کیا جاسکتا ہے، 6287236791 پر کال بھی کرسکتے ہیں۔

ہندوستانی معیشت رواں سال 10.5 فیصد کی بڑی گراوٹ کی طرف گامزن

ریٹنگ ایجنسی فچ نے امکانات ظاہر کیے ہیں کہ رواں مالی سال یعنی 2020-21 میں ہندوستانی معیشت میں 10.5 فیصد کی کمی واقع ہوسکتی ہے، اس کا مطلب ہے کہ جی ڈی پی کی شرح نمو منفی 10.5 فیصد تک گرسکتی ہے، خیال رہے کہ کورونا بحران کے دوران ملک کی جون سہ ماہی کی جی ڈی پی میں 23.9 فیصد کمی واقع ہوئی ہے۔ ہندوستان کی جدید تاریخ میں یہ کسی سہ ماہی کی سب سے بڑی گراوٹ ہے، مارچ میں عائد سخت لاک ڈاؤن کی وجہ سے معیشت کو اس زبردست گراوٹ کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے پیش نظر ماہرین مطالبہ کررہے ہیں کہ معیشت کے لئے دوسرا ریلیف پیکیج جاری کیا جانا چاہیے۔ پہلی سہ ماہی میں حقیقی جی ڈی پی 26.90 لاکھ کروڑ روپے کی رہی جبکہ گزشتہ سال کی اسی مدت میں یہ 35.35 لاکھ کروڑ روپے تھی، اس طرح سے اس میں 23.9 فیصد کمی واقع ہوئی ہے۔ گزشتہ سال اس عرصے کے دوران جی ڈی پی میں 5.2 فیصد کا اضافہ ہوا تھا۔

گاڑیوں کی صنعت کے لئے راحت بھری خبر

پانچ ماہ سے کووِڈ-19 وبا کے سبب خستہ حال گاڑیوں کی صنعت کے لیے اگست کا مہینہ قدرے راحت رساں پایا گیا، کیونکہ اس مدت میں مسافر گاڑیوں کی تھوک فروخت میں 14؍فیصد اور دوپہیہ گاڑیوں کی فروخت میں تین فیصد کا اضافہ درج کیا گیا۔ گاڑی بنانے والی کمپنیوں کی تنظیم سیام کی جانب سے جاری اعداد وشمار کے مطابق اگست میں مسافر گاڑیوں کی گھریلو فروخت ایک سال پہلے کے مقابلے 14.16 فیصد بڑھ کر 2,15,916 پر پہنچ گئی۔ گذشتہ برس اگست میں یہ اعداد وشمار 1,89,129 تھے۔ اس میں کاروں کی فروخت 14.13 فیصد بڑھ کر 1,24,715 یونٹ، قابل استعمال گاڑیوں کی فروخت 15.54 فیصد بڑھ کر 81,842 یونٹ اور وین کی فروخت 3.82 فیصد کے اضافے کے ساتھ 9,359 یونٹ رہی۔ کووِڈ-19 کے مدنظر 24 مارچ سے پورے ملک میں نافذ لاک ڈاؤن کی وجہ سے مارچ سے جولائی تک گاڑیوں کی فروخت متاثر تھی۔ رواں برس اپریل میں پہلی بار ایسا ہوا جب ملک میں کوئی گاڑی نہیں فروخت ہوئی۔ تیوہار کے موسم سے قبل گاڑی کے فروخت اور بائک کی فروخت کے رفتار پکڑنے سے گاڑی کی صنعت کو بڑی راحت ملی ہے۔ (بحوالہ قومی آواز)

پیچھے لے جانے والی ہے نئی تعلیمی پالیسی: ملکارجن کھڑگے

کانگریس کے سینئر لیڈر ملکارجن کھڑگے نے راجیہ سبھا میں نئی تعلیمی پالیسی ۲۰۲۰ء پر اپنے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ پالیسی ملک کو آگے لے جانے کے بجائے پیچھے لے جانے والا دستاویز ہے۔ تعلیم کو آئین کی بنیادوں کے مطابق ہونا چاہئے، انہوں نے وقفۂ صفر میں یہ معاملہ اٹھاتے ہوئے کہا کہ این ای پی پیچھے کی سمت لے جانے والا دستاویز ہے، جو مستقبل کے لیے منصوبے بنانے اور بچوں کو تیار کرنے کے بجائے ۲۰۰۰؍سال پیچھے کی طرف دیکھتا ہے، انہوں نے کہا کہ اسکولوں میں اخلاقی تعلیم آئین کے اصولوں کی بنیاد پر مبنی ہونی چاہئے نہ کہ قدیم ثقافت وروایات پر، انہوں نے آئین کی دفعہ 28(1) کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ آئین کے اس ضابطہ کے مطابق ریاستی اداروں اور ریاست سے امداد یافتہ اداروں میں کسی طرح کی مذہبی ہدایات نہیں ہونی چاہئیں۔ انہوں نے کہا کہ دسویں درجہ کے بعد تقریباً پچاس فیصد طلبہ پڑھائی چھوڑ دیتے ہیں اس میں کمی لانے کے لیے کوئی منصوبہ نہیں بنایا گیا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ان میں 32.4 فیصد طلبہ دلت، 25.7 فیصد طلبہ اقلیتی طبقے کے اور 16.4 فیصد طلبہ آدی واسی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دیہی اور پسماندہ علاقوں میں ترقی کے مواقع فراہم کرنے کے لیے سائنس، حساب اور انگریزی پر توجہ دینی ہوگی۔ (ایجنسی)

طب و سائنس

گھبراہٹ اور بے چینی کے اسباب اور اس کا حل

ہم سب مختلف وقتوں میں بے چینی کے تجربے سے گزرتے ہیں، جس سے ہمارا دماغ ہمیں خطرات یا مشکل حالات کا سامنا کرنے کے لیے تیار کرتا ہے، مثلاً امتحان سے پہلے بے چینی سے کوئی زیادہ پڑھتا ہے جس وجہ سے امتحان اچھا بھی ہوجاتا ہے۔ مگر بعض اوقات بے چینی نہایت شدید یا حد سے زیادہ ہو سکتی ہے، جس سے ذہنی اور جسمانی صلاحیتیں متاثر ہوتی ہیں۔

بسا اوقات اس کا نتیجہ جسمانی محسوسات میں شدت، بدترین حالات کی سوچوں، پریشانی اور اجتنابی رویے کی صورت میں نکلتا ہے جس سے زندگی متاثر ہونا شروع ہوجاتی ہے۔ مثلاً امتحان کے دن بے چینی کے دوروں اور گھبراہٹ کی وجہ سے اسکول نہ جانا۔ یہ جسمانی علامات میں ظاہر کیوں ہوتی ہے؟ اس پر غور کیجیے تو معلوم ہوگا کہ دماغ انتہائی طاقتور عضو ہے۔ ایک طرح سے یہ باقی جسم کا مرکزی کمانڈ سینٹر ہے اور اس کا اثر جسم کے تمام اعضاء پر ہوتا ہے۔ جب بے چینی اس مرکزی کمانڈ پر حاوی ہوجائے، تو یہ کسی بھی عضو پر اثر انداز ہوسکتی ہے اور واضح جسمانی علامات پیدا کرسکتی ہے، بھلے ہی اس عضو میں خود کوئی خرابی موجود نہ ہو۔ سردرد، سانس میں تکلیف، معدے کے مسائل، جلد پر دانے، اعصابی درد اور کھنچاؤ، انزائٹی یہ تمام اور بہت کچھ کروا سکتی ہے۔ ذہنی بیماری کی جانچ کرتے وقت، حیاتیاتی، نفسیاتی، سماجی عوامل کو بھی دھیان میں رکھنا ضروری ہے کیونکہ ایک ہی وقت میں کئی عوامل کارفرما ہوتے ہیں یا ہوسکتے ہیں۔

سماجی حالات میں نوکری کا کھونا، مالی مسائل، سیاسی ہلچل، مذہبی بنیادوں پر بدسلوکی وغیرہ شامل ہیں جو انزائٹی سے ہونے والی مشکلات میں اضافہ کرتے ہیں۔ پھر یقیناً ہر شخص کی انفرادی نفسیات کا بھی تقاضا ہوتا ہے۔ دباؤ کا شکار ایک شخص سخت صورتحال کا جس طرح مقابلہ کرتا ہے یا جو رویہ اختیار کرتا ہے وہ دوسرے شخص کے مقابلے میں بالکل مختلف ہوتا ہے۔ اس وجہ سے سخت صورتحال کی مختلف نوعیت مختلف لوگوں میں انزائٹی کا سبب بنتی ہیں۔ دیگر تحقیقات سے معلوم ہوا کہ انزائٹی ان مریضوں میں کثرت سے پائی جاتی ہے جو مختلف طبی مسائل سے دوچار ہوتے ہیں۔

کیا بے چینی قابل علاج ہے؟

جی ہاں! جنرل فزیشن اور ایمرجنسی روم ڈاکٹر اس سے بچنے کا عام طور پر سب سے پہلا طریقہ ہیں۔ طبی مسائل جیسے تھائیرائڈ، امراض قلب اور دیگر ہارمونز کے مسائل کی ترتیب وار جانچ، اور ان کے علاج کے بعد ہی انزائٹی تشخیص کرنا انزائٹی کے علاج کا مؤثر طریقہ ہے۔

دوا کے بغیر بھی انزائٹی سے محفوظ رہنے کے کئی طریقے موجود ہیں، جن میں تناؤ کو کم کرنا، ورزش، سانس لینے کی مختلف مشقیں اور یوگا کرنا شامل ہیں۔ تھیراپی اور ماہرِ نفسیات سے مشورہ لینا بھی ایک اثرانگیز طریقہ ہے، خاص طور Cognitive Behavioural Therapy جس میں گفتگو کے ذریعے سوچ وخیالات کا زاویہ اور انداز تبدیل کیا جاتا ہے۔

کچھ ایسی دوائیں بھی ہیں جو مختصر اور طویل مدت کے لیے مددگار ثابت ہوسکتی ہیں۔ مگر عدم آگاہی، انزائٹی کے بارے میں منفی خیالات اور فوری حل کی ہماری روایتی خواہش اس مسئلے کے حل میں رکاوٹ ثابت ہوسکتی ہیں۔

ماہرِ نفسیات کا کہنا ہے کہ اگر ڈپریشن کی نوعیت زیادہ نہیں اور آپ بہت زیادہ مسائل کا شکار نہیں ہیں تو اس صورت میں آپ اپنی خوراک ٹھیک رکھ کر، نیند پوری کرکے اور باقاعدگی سے ورزش کرکے خود بھی اسے ٹھیک کرنے کی کوشش کرسکتے ہیں۔

لیکن اگر ڈپریشن کی علامات میں شدت اتنی ہے کہ آپ کے روزمرہ کے معمولات متاثر ہورہے ہیں یا گھر والے، دوست یا آس پاس کے افراد کہہ رہے ہیں کہ آپ میں کوئی واضح تبدیلی آئی ہے تو اسکی صحیح تشخیص کے لیے آپ کو پروفیشنل کی مدد لینی چاہیے۔ وہ پروفیشنل آپ کا جنرل فزیشن، ماہرِ نفسیاتی امراض، نفسیاتی امراض کا ڈاکٹر یا تھراپسٹ بھی ہوسکتا ہے۔ سائیکالوجسٹ عام طور پر سائیکوتھراپی، کونسلنگ یا سائیکالوجیکل سیشن سے علاج کرتے ہیں جبکہ سائیکیٹرسٹ کچھ مخصوص ٹیسٹوں کے بعد آپ کے لیے دوائی تشخیص کرتے ہیں۔ عام طور پر ان دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں علاج ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔

نفسیاتی ماہرین کے مطابق اگر آپ کے خاندان یا دوست احباب میں کوئی ڈپریشن کی علامات ظاہر کررہا ہے تو اس صورت میں آپ ان کو الگ بیٹھا کر پوچھیں کہ وہ کیسا محسوس کررہا ہے۔

ماہرین کے مطابق بہتر ہوگا کہ آپ ڈپریشن کے شکار افراد پر نظر رکھیں اور انہیں معالج کے پاس جانے کے لیے مائل کریں ایسے شخص سے پوچھا جائے کہ وہ کس مشکل کا شکار ہے اور کیا اسے کسی قسم کی مدد درکار ہے۔ ماہرین کے مطابق بہتر ہوگا کہ آپ ان پر نظر رکھیں اور انہیں مائل کریں کہ وہ کسی ماہر نفسیات یا پروفیشنل سے مدد لینے پر مان جائیں۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیری ندوی

نوٹ بندی کے بعد بھی جعلی نوٹوں پر روک نہ لگ پائی: آر بی آئی

ہندوستان میں نوٹ بندی کے بعد ایسے دعوے کیے جارہے تھے کہ جعلی نوٹوں پر شکنجہ کسا جاسکے گا، لیکن ایسا کچھ دیکھنے کو نہیں مل رہا ہے۔ نومبر 2016 میں نوٹ بندی ہوئی تھی اس کے بعد بھی جعلی نوٹوں کے پکڑے جانے کا سلسلہ جاری ہے۔ اس بات کا انکشاف آر بی آئی کی ایک تازہ رپورٹ سے ہوتا ہے۔ میڈیا ذرائع سے موصول ہو رہی خبروں کے مطابق سنہ 20-2019 میں تقریباً تین لاکھ ہندوستانی کرنسی کے جعلی نوٹ (ایف آئی سی این) پکڑے گئے ہیں۔ یہ اطلاع ریزرو بینک آف انڈیا (آر بی آئی) کی 20-2019 کی رپورٹ میں دی گئی ہے۔ آر بی آئی کے ذریعہ پیش کردہ رپورٹ سے اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ 19-2018 کے مقابلے 20-2019 میں 10 روپے، 50 روپے، 200 روپے اور 500 روپے کے پکڑے گئے جعلی نوٹوں کی تعداد بڑھی ہے۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ایک سال پہلے کے مقابلے اس سال 10 روپے کے جعلی نوٹوں میں 144.6 فیصد کا اضافہ، 50 روپے کے جعلی نوٹوں میں 28.7 فیصد کا اضافہ، 200 روپے کے جعلی نوٹوں میں 151.2 فیصد کا اضافہ، جب کہ 500 (مہاتما گاندھی، نئی سیریز) کے جعلی نوٹوں میں 37.5 فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔ قابل ذکر ہے کہ آر بی آئی کی پیش کردہ رپورٹ کے مطابق 20-2019 میں بینکنگ شعبے میں پکڑے گئے جعلی نوٹ میں سے 4.6 فیصد آر بی آئی نے پکڑے ہیں جبکہ 95.4 فیصد جعلی نوٹ دیگر بینکوں نے پکڑے ہیں۔ مجموعی طور پر سال میں 2,96,695 جعلی نوٹ پکڑے گئے۔

دربھنگہ میں ایمس کے قیام پر مرکزی کابینہ کی منظوری

مرکزی کابینہ نے بہار کے دربھنگہ میں ایک نئے آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز کے قیام کی منظوری دی ہے۔ یہ ادارہ پردھان منتری سواستھیہ سرکشا یوجنا (پی ایم ایس ایچ وائی) کے تحت قائم کیا جائے گا۔ کابینہ نے بنیادی تنخواہ 225000 روپئے این پی اے کے تحت ایک ڈائرکٹر کے عہدے کی تشکیل کی بھی منظوری دی ہے۔ البتہ اس ایمس کے لیے این پی اے کی رقم 237500 سے زیادہ نہیں ہوگی۔ اس پر آنے والی کُل لاگت 1264 کروڑ روپئے ہوگی۔ اور یہ بھارت سرکار کی منظوری کی تاریخ سے 48 مہینے کی مدت کے دوران مکمل کرلیا جائیگا۔ (پی آئی بی)

ایئر انڈیا فروخت ہوگی یا بند

حکومت نے واضح طور پر کہا کہ قرضوں سے دوچار سرکاری ایئر لائنز ایئر انڈیا کو بیچ دیا جائے یا بند کردیا جائے۔ اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔ شہری ہوابازی کے وزیر ہردیپ سنگھ پوری نے راجیہ سبھا میں یہ بات کہی۔ ہوائی جہاز ترمیمی بل، 2020 کی منظوری سے قبل انہوں نے ایئر انڈیا کی نجکاری کے بارے میں کہا تھا کہ اگر حکومت اس کی مدد کرسکتی ہے تو یہ کام جاری رکھے گی۔ لیکن اس کمپنی پر 60 ہزار کروڑ روپے کا قرض ہے اور اس کے حوالے کرنے یا بند کرنے کے سوا حکومت کے پاس کوئی آپشن نہیں ہے۔ (راشٹریہ سہارا)

لوک سبھا اور راجیہ سبھا کے ۲۵؍اراکین کورونا پازیٹیو

کووڈ-19 کا قہر اس وقت ملک میں اپنے عروج پر چل رہا ہے۔ اسی ضمن میں پارلیمنٹ کے مانسون سیشن کے پہلے دن بڑی خبر سامنے آئی ہے۔ میناکشی لیکھی، اننت ہیگڑے اور پرویش ورما سمیت 25 اراکین پارلیمنٹ کورونا پازیٹیو پائے گئے ہیں۔ واضح رہے کہ مانسون اجلاس کو لے کر کافی تیاریاں کی گئی ہیں۔ نائب صدر اور راجیہ سبھا کے چیئرمین وینکیا نائیڈو اور لوک سبھا اسپیکر اوم برلا نے سبھی تیاریوں کا جائزہ خود لیا تھا، مانسون اجلاس کے پہلے دن دونوں ایوانوں کے 25 اراکین پارلیمنٹ کا کووڈ ٹسٹ میں پازیٹیو پایا گیا ہے۔ بتایا جارہا ہے کہ ان میں 17 اراکین پارلیمنٹ لوک سبھا کے اور 8 اراکین راجیہ سبھا کے ہیں۔ لوک سبھا کے متاثر اراکین پارلیمنٹ میں 12 بی جے پی، 2 وائی آر ایس کانگریس اور شیوسینا، ڈی ایم کے، آر ایل پی کے 1-1 رکن پارلیمنٹ ہیں۔ (نیوز ۱۸)

پیسہ جمع کرانے والوں کے تحفظ کے لئے بینکنگ ریگولیشنز ترمیمی بل منظور

کوآپریٹو بینکوں کے ریگولیشن میں ریزرو بینک (آر بی آئی) کو زیادہ اختیارات فراہم کرنے سے متعلق بینکنگ ریگولیشنز ترمیمی بل، 2020 لوک سبھا میں صوتی ووٹوں سے منظور ہوگیا، وزیر خزانہ نرملا سیتارمن نے ایوان میں اس بل پر تین گھنٹے کی بحث کا جواب دیتے ہوئے کہا "کوآپریٹو بینکوں کا ریگولیشن 1965 سے ہی آر بی آئی کے پاس ہے۔ ہم کوئی نیا کام نہیں کررہے ہیں۔ جو نیا کررہے ہیں وہ جمع کرنے والوں کے مفاد میں ہے۔ یہ قانون پیسہ جمع کرنے والوں کی حفاظت کے لئے لایا گیا ہے۔ اپوزیشن کے تمام خدشات کا ایک جواب دیتے ہوئے محترمہ سیتارامن نے کہا کہ یہ قانون مرکزی حکومت کو کوآپریٹو بینکوں کو منظّم کرنے کا اختیار نہیں دیتا ہے۔ یہ صرف آر بی آئی کو کوآپریٹو بینکوں کی بینکنگ سرگرمیوں کو باقاعدہ کرنے کا حق دیتا ہے۔ اگرچہ انہوں نے اپنے جواب میں پنجاب اور مہاراشٹر کوآپریٹو (پی ایم سی) بینک کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ نیشنلسٹ کانگریس پارٹی اور شیوسینا کے ارکان نے بحث کے دوران یہ معاملہ اٹھایا تھا۔ حزب اختلاف نے اس بل کو کوآپریٹو تنظیموں سے متعلق ریاستوں کے حقوق میں مداخلت قرار دیا تھا۔ کانگریس لیڈر رادھیر رنجن چودھری نے الزام لگایا کہ حکومت کوآپریٹو بینکوں کی نجکاری کی کوشش کررہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس سے کوآپریٹو بینکوں کی خودمختاری خطرے میں پڑ جائے گی۔

اتر پردیش میں نمک گھوٹالہ: وزیر سے پوچھ گچھ کرے گی پولیس

اتر پردیش میں مویشیوں (لائیو اسٹاک) کے گھوٹالہ کے بعد نمک گھوٹالہ کا بھی انکشاف ہوا ہے۔ عہدیداروں اور وزرا کی ملی بھگت سے انجام دیئے گئے اس گھوٹالہ کے انکشاف سے صوبہ میں ہلچل پیدا ہوگئی ہے۔ محکمہ فوڈ اینڈ سپلائی کو نمک کی فراہمی کا ٹھیکہ دلانے کے نام پر کروڑوں روپے کی ٹھگی میں وزیر مملکت برائے مویشی پروری جے پرکاش نشاد کے ملوث ہونے کا شبہ ہے۔ اس معاملہ کی تہہ تک پہنچنے کے لئے پولیس وزیر مملکت سے پوچھ گچھ کرنے کی تیاری میں ہے۔

اس سے قبل یوپی کے محکمہ مویشی پروری میں آٹے کی فراہمی کے نام پر گھوٹالہ ہوا تھا، اس میں گجرات کے تاجر نریندر پٹیل کے ذریعہ ایک ایف آئی آر درج کی گئی تھی، جس میں افسران نے محکمہ مویشی پروری کا ٹھیکہ دلانے کے نام پر کروڑوں روپے کے وارے نیارے کیے تھے۔

بقیات

(بقیہ) مولانا قاضی حبیب اللہ قاسمی ...... قاضی صاحب سے ہمارا تعلق امارت شرعیہ آنے سے بہت پہلے سے تھا، جن دنوں میں مدرسہ احمد یہ ابا بکر پور ویشالی میں استاذ تھا اور مدرسہ بورڈ کی کاپی کی جانچ کا مرکز مدرسہ اسلامیہ راگھونگر بھوارہ ہوا کرتا تھا، تو میرا قیام فلاح المسلمین میں ہی ہوتا تھا اس کے علاوہ جب کبھی مدھوبنی ضلع کے مدارس کے اجلاس میں شرکت ہوتی تو ناممکن تھا کہ بغیر فلاح المسلمین میں حاضری دیئے میں گزر جاؤں، اس حاضری کی بڑی وجہ قاضی صاحب اور فلاح المسلمین کے وہ اساتذہ جو دارالعلوم دیو بند میں میرے معاصر تھے ان سے ملاقات اور تبادلہ خیال ہوا کرتی تھی، ان مجلسوں میں مختلف علمی ،تعلیمی، ملی، اور سماجی مسائل زیر بحث آتے ، کبھی ایسا بھی ہوتا کہ حضرت قاضی صاحب کو بھی اُسی جلسہ میں جانا ہوتا ایسے میں ہم لوگ ایک دوسرے کے رفیق سفر بن جایا کرتے تھے ،اس رفاقت میں قاضی صاحب کی تواضع ، انکساری، اصلاح معاشرہ کے لیے ان کی بے چینی اور مسلمانوں کو راہ راست پر لانے کے لیے ان کی تڑپ دیدنی ہوتی تھی۔

قاضی حبیب اللہ صاحب کی یادوں کو سمیٹنا آسان نہیں ہے، ان کی خدمات کے دائرے کو بھی لفظوں میں قید کرنا ممکن نہیں، بس اتنا کہا جاسکتا ہے۔ طَـابَ حیاً و طـابَ میتاً ؛ انہوں نے خوشگوار زندگی گزاری اور اچھی موت پائی رحمہ اللہ رحمۃ واسعہ۔

بقیہ غیر دستوری سرگرمیاں امتناعی قانون(یو اے پی اے)............

۷۔ یواے پی اے قانون کے تحت ملک نے وسیع پیمانے ان قوانین وضوابط کا غلط استعمال ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ ایک بڑی تعداد میں فعال اور بے قصور نوجوانوں کو ایسے واقعات کے ساتھ جوڑ کر جن سے ان کا دور تک کا واستہ بی نہیں ہے جیلوں میں بند کر دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر بنا یک سین، عبدالناصر مدنی اور ویکینن اور پنائکولم سازش کیس کیرالا کے ملزمین، ہبلی سازش کیس کرناٹک کے ملزمین اندور سازش کیس مدھیہ پردیش کے ملزمین وغیرہ اس ظالمانہ قانون یواے پی اے کے تحت قانون اور طاقت کے غلط استعمال کی مثالیں ہیں۔ مختلف مقامات جیسے اعظم گڑھ، دربھنگہ اور بنگلور سے مسلم نوجوانوں کو پولیس کے ذریعہ اٹھایا گیا اور جیل کی سلاخوں میں بند کر کے انہیں مختلف طرح کی جسمانی و ذہنی اذیتیں دی گئیں۔ جیلوں کے اندر انہیں روزانہ اذیت ناک سزائیں دی جاتی تھیں یہاں تک کہ ایک نوجوان قتیل صدیقی کی جیل ہی میں موت تک ہوگئی۔ کو باد گاندھی، سونی سوری، سیما آزاد، عمران کرمانی، غلام رسول، انجیلا سونٹاکے، ضیاء الرحمٰن وغیرہ کئی ایسے نام ہیں جو یواے پی کے متاثرین کے طور پر لیے جاسکتے ہیں۔

۸۔ کسی بھی گروپ کو دہشت گرد قرار دینے کے حکومت کے وسیع تر اختیارات نے پولیس کو لامحدود اختیارات فراہم کر دیے ہیں کہ وہ کسی بھی قسم کے تشدد کے واقع ہونے پر مفوضہ مشتبہ لوگوں کی فہرست میں سے کسی کو بھی پکڑ کے بغیر کسی سماعت، مقدمہ یا ٹرائل کے غیر معینہ اور طویل مدت تک جیلوں میں ڈال سکتے ہیں۔ کسی بھی جماعت یا گروہ کو دہشت گرد یا غیر قانونی قرار دے دینے یا اس کے ممبران کو مجرم گرداننے کے جو وسیع تر اختیارات ہیں وہ بنیادی حقوق انسانی کی کھلی ہوئی خلاف ورزی ہیں۔ ان اختیارات کا استعمال دہشت گردی کے خلاف جنگ میں تعصب، جانبداری اور امتیازات برتنے میں کیا جا سکتا ہے، جیسے کہ کسی خاص مذہب، ذات یا فرقے کے لوگوں کو بڑی تعداد میں گرفتار کرنا۔

۹۔ یہ ترمیمات سیکورٹی فورسز کو اجازت دیتی ہیں کہ وہ ایسے طریقہ پر بھی جانچ اور گرفتاریاں کر سکتے ہیں جو ہندوستانی قانون کے تحت غیر قانونی قرار دیے گئے ہیں۔ یہ قانون معینہ افسران میں سے ہر ایک افسر کو یہ اختیارات دیتا ہے کہ وہ کسی بھی شخص یا جائداد کی جانچ کرے، کسی کی جائداد بھی ضبط کر لے اور جس شخص کو جہاں سے چاہے گرفتار کر لے صرف اس بنیاد پر کہ اس کی ذاتی معلومات کی بنیاد پر یا کسی تیسرے شخص کے خبر کرنے کے ذریعہ یا اس کے خیال میں اس کے ایسے جرم کا ارتکاب کرنے کا شبہ ہے جو یواے پی اے کے تحت جرم شمار کیا جاتا ہے۔ یواے پی اے کے تحت کام کرنے والی اتھارٹی کسی تھرڈ پارٹی کے انفارمیشن پر بھی گرفتار کر سکتی ہے بغیر کسی عدالتی حکم یا قانونی وارنٹ کے۔ لہٰذا ایک پولیس سپرنٹنڈنٹ کسی بھی آفیسر کو یہ اختیار دے سکتا ہے کہ وہ کسی بھی سرکاری ایجنسی، کارپوریشن، یا کسی بھی دوسرے ادارے یا تنظیم یا شخص کو معلومات مہیا کرنے پر مجبور کرے خواہ جانچ آفیسر کو اس بات کے یقین کی کوئی وجہ ہو یا نہ ہو کہ مذکورہ معلومات جانچ کے لیے مفید ثابت ہوں گی یا وہ معلومات جانچ سے متعلق ہیں۔ اور اس معلومات فراہم کرنے سے انکار کرنا بھی قابل سزا جرم ہے۔ قانون جرم وسزا کے عمومی ضابطہ کی بنیاد پر پولیس آفیسر کے ذریعہ کسی بھی گرفتاری کے لیے معقول شبہ اور کسی بھی جانچ کے لیے معقول بنیاد ہونی چاہئے۔ لیکن اس کے برخلاف یواے پی اے کے مطابق اس قسم کی جانچ یا گرفتاری کے لیے صرف ادنیٰ شبہ ہی کافی ہے۔ متعلقہ آفیسر کی صرف معلومات ہی کافی ہے۔ اس بات کا خطرہ کافی بڑھ گیا ہے کہ لوگوں کی پرائیویسی (راز) متاثر ہوگی اور ان کی آزادی چھن جائیگی صرف مبہم اور غیر معینہ بنیاد پر۔

۱۰۔ بین الاقوامی قانون اسوسی ایشن اور تنظیمیں بنانے کے حق کی گارنٹی دیتا ہے اور اس حق پر کوئی بھی پابندی جمہوری بنیادوں پر ہونی چاہئے۔ یہ پابندیاں قومی تحفظ، عوامی مفاد، یا دوسروں کے حقوق کی حفاظے کے لیے ضروری ہوسکتی ہیں لیکن پابندیاں کم سے کم ہوں۔ تنظیموں اور اسوسی ایشنوں کے حق آزادی میں مذہب، ذات پات، یا سیاسی نظریات کی بنا پر یا کسی بھی دوسری بنیاد پر امتیازات نہیں ہونے چاہئیں۔

۱۱۔ یواے پی اے کے سیکشن 43D(2) کے مطابق چارج لگنے سے پہلے جیل میں رہنے کی مدت ۱۸۰ دن تک ہوسکتی ہے اگر ۹۰ دنوں کے بعد پولیس کو لگتا ہے کہ جانچ میں اور وقت لگے گا۔ جج صرف اس میں ایک ہی بات کی نوٹس لے سکتا ہے کہ جانچ ہوئی ہے یا نہیں۔ اس کو چارج سے پہلے قید کی مدت بڑھانے کے لیے شواہد کے کافی ہونے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ پروویزن پوٹا کے سیکشن 49(2)(b) کے جیسا ہی ہے۔ دوسری مشابہت ان دونوں ایکٹ میں یہ ہے کہ دہشت گردی کے مشتبہ ملزمین کی پولیس کسٹڈی ۳۰ دنوں تک ہوسکتی ہے اتنا وقت جانچ ایجنسیوں کے لیے ملزم کو اپنی کسٹڈی میں ہراساں کرنے اور انہیں دہشت زدہ کر کے اقبال جرم پر مجبور کرنے کے لیے بہت ہے۔

۱۲۔ یواے پی اے پر عمل درآمد کے بعد اس کے کیسوں کی دوبارہ جانچ پڑتال اور ریویو کے لیے کوئی میکنیزم نہیں ہے۔ جبکہ مختلف مما لک میں بہت مضبوط ریویو میکنزم ہے۔ برطانیہ میں تو ریویو رپورٹ کو پارلیامنٹ میں پیش کیا جاتا ہے۔ اگر اس طرح کا کوئی میکنزم ہندوستان میں بنایا جائے تو اس ایکٹ کے غلط استعمال پر بڑی حد تک روک لگے گی۔ قانون میں ایک ڈیڈ لائن کلاز ہونا چاہئے کہ کوئی بھی معاملہ ۳ سال سے زیادہ ان سلجھانہ رہے۔

جیل ہی قانون ہے۔

پوٹا کی طرح یواے پی اے میں بھی ہے کہ اگر عدالت محسوس کرتی ہے کہ ابتدائی شواہد کی بنیاد پر الزامات درست ہیں تو عدالت ملزم کو ضمانت دینے سے انکار کرسکتی ہے۔ مزید ایکٹ کا سیکشن 43D(5) کہتا ہے کہ ملزم کو اس کے اپنے بونڈ پر بیل نہیں مل سکتا جب تک کہ پولیس کو اس کی درخواست کی سماعت کا موقع نہ دیا جائے۔

فرد کو بے قصور سمجھنے کے نظریہ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی شخص جس پر کسی جرم کے ارتکاب کا الزام ہے اس کو بے قصور سمجھا جائے گا جب تک کے شواہد کے ذریعہ اس پر الزام ثابت نہ ہو جائے اور جرم کے تمام پہلوؤں کو ثابت کرنے کے لیے شواہد اکٹھا کرنے اور جرم کو ثابت کرنے کی ذمہ داری پولیس/ جانچ ایجنسیوں کی ہوگی۔ جب کہ یواے پی اے میں ملزم کو بے قصور نہیں سمجھا جائے گا۔ یہ پروویزن بالکل پوٹا کی طرح ہے۔ دوسرا نیا پروویزن جو یواے پی اے میں ۲۰۰۸ء میں جوڑا گیا جو کہ اس کے سیکشن 51A میں ہے کہ مرکزی حکومت دہشت گردی میں ملوث ہونے کے مشتبہین کی جائداد ضبط کرسکتی ہے، ان کے ذرائع آمدنی پر پابندی لگا سکتی ہے یا کسی بھی قسم کے فنڈ یا مال کے استعمال سے روک سکتی ہے۔ یہ پرویزن جانچ آفیسرز کو بھی غیر معمولی اختیارات دیتا ہے۔ دہشت گردی سے تعلقات کے نام پر حکومت کسی بھی فرد یا جماعت کی جائداد اور ان کے اموال کو ضبط کرسکتی ہے۔

خلاصہ:

☆ اس قانون کے ذریعہ حکومت کو یہ اختیار دے دیا گیا ہے کہ کسی بھی تنظیم یا ادارہ پر پابندی لگا دے اور اس سلسلہ میں عدالتی چارہ جوئی کا بھی بہت کم حق دیا گیا ہے، اور محض اس تنظیم کی رکنیت سے ہی مجرم گردانا جائے گا۔ یہ بہت خطرناک پروویزن ہے جو اس آزادی کی بنیاد کو ختم کرتا ہے جس کی یقین دہانی آئین میں کرائی گئی ہے۔

☆ دہشت گردی کی مبہم اور غیر واضح تعریف نے بہت سارے عدم تشدد کی تحریکوں کو بھی اپنے اندر لپیٹ لیا ہے۔ بشمول اقلیتوں اور سول سوسائٹی کے ذریعہ سیاسی احتجاج بھی اس کے اندر شامل ہوگیا ہے۔

☆ اس نے بغیر وارنٹ کے جانچ پڑتال، گرفتاری اور مال وجائداد کی ضبطی ، اختیارات بہت زیادہ ہیں اور تحفظات بہت کم، نیز اس ایکٹ کے تحت کسی بھی تھرڈ پارٹی کو معلومات فراہم کرنے کے لیے مجبور کیا جاسکتا ہے بغیر کسی عدالتی حکم کے۔

☆ اس ایکٹ کے تحت بغیر چارج کے ۱۸۰ دن تک قید میں رکھ سکتے ہیں بشمول ۳۰ دن تک پولیس کسٹڈی میں، اور ضمانت کے خلاف بہت مضبوط ضابطہ ہے۔

☆ یہ ایکٹ یہ اختیار دیتا ہے کہ اس کے لیے خصوصی عدالت قائم کی جائے اور عدالت اپنی صوابدید پر کیمرے پر بھی سنوائی کرتی ہے اور پوشیدہ شواہد کے استعمال کی بھی اجازت دیتا ہے۔

☆ اس ایکٹ کے تحت کوئی بھی ریویو ضروری نہیں ہے جو کہ قانونی ضابطہ کی خلاف ورزی سے تحفظ میں مدد کر سکے۔

☆ اس میں ثبوت فراہم کرنے کی ذمہ داری ملزم کی ہے نہ کہ پولیس کی۔

بہر حال یواے پی اے کے پروویزنس کہنے کو تو شہریوں کے حقوق کی حفاظت کا دعویٰ کرتے ہیں، جب کہ حقیقت یہ ہے ک ہ یہ سیاسی دھرندھروں اور پولیس کے ہاتھ میں مظلوموں اور کمزوروں کو دبانے اور کچلنے کا ہتھیار ہے۔ ہمارے پاس پختہ ثبوت ہیں کہ ریاستی حکومتوں نے اس ایکٹ کے دفعات کا استعمال لوگوں کے خلاف کیا حتی کہ ان لوگوں کے خلاف بھی جو مقامی جھگڑوں میں ماخوذ ہوئے۔ مثال کے طور پر کیرلا میں ریاستی حکومت نے اس ظالمانہ قانون کے حیوانی دفعات کا استعمال ان نوجوانوں کے خلاف کیا جو جھگڑوں یا ہتھیار رکھنے کے جرم میں ماخوذ تھے۔

لیکن اس کے برخلاف جب اس سے زیادہ سنگین جرائم ان لوگوں سے سرزد ہوئے جو سیاسی پارٹیوں کے ممبران ہیں یا فرقہ پرست عناصر ہیں تو اس ظالمانہ قانون کو ان پر لاگو نہیں کیا گیا۔ اسی طرح چھتیس گڑھ اور مغربی بنگال میں اس ایکٹ کا استعمال غریب قبائیلیوں کے خلاف کیا گیا ان کو مائننگ کمپنیوں سے اپنی زمین چھیننے سے روکنے کے لیے۔ قبائیلیوں، اقلیتوں اور دوسرے کمزور طبقات سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے دلوں پر دہشت چھا گئی ہے اور اس ظالمانہ اور حیوانی قانون کا گھنا سایہ گھنے کہرے کی طرح بہت ساری ریاستوں کے اوپر چھایا ہوا ہے۔

یواے پی اے بلا شبہ ہمارے ملک کے نظام عدل پہ ایک سیاہ دھبہ ہے۔ انصاف کے تمام پہلو اس کے منسوخ ہونے کا تقاضہ کرتے ہیں۔ کم سے کم منسوخ شدہ ٹاڈا اور پوٹا کے جو دفعات اس ایکٹ میں شامل کر دیے گئے ہیں ۲۰۰۴ء، ۲۰۰۸ء اور ۲۰۱۲ء کی ترمیمات میں اس کو فوری طور پر کسی آرڈیننس یا بل کے ذریعہ منسوخ کرنا چاہئے۔ لیکن بدقسمتی سے حکومت اور بہت ساری سیاسی پارٹیوں کی کوئی توجہ حقوق انسانی کی اس کھلی خلاف ورزی کے خطرناک مسئلہ کی طرف نہیں ہے۔

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

رحمانی ۳۰ کے طلبہ وطالبات نے تاریخی کامیابی حاصل کی

ملکی سطح پر منعقد MAIN-JEE مقابلہ جاتی امتحان کا نتیجہ شائع ہوگیا ہے۔موصولہ اطلاع کے مطابق رحمانی پروگرام آف ایکسلنس (رحمانی 30) کے مختلف برانچ کے 170 طلبہ وطالبات نے نمایاں بلکہ تاریخی کامیابی حاصل کی ہے۔اس قابل تعریف کوالیفیکیشن کے نمبرات کے علاوہ طلبہ کے بہت اچھے رینکس اور پرسنٹیجز بھی آئے ہیں،جنید نے فزکس میں سو پرسنٹائل حاصل کیے جبکہ ریحان نے آل انڈیا رینک 311 حاصل کیا ہے اور محمد جابر نے 86 کیٹگری رینک اور ذیشان خطیب نے 344 کیٹگری رینک حاصل کیے،ان طلبہ میں سے اچھی خاصی تعداد کا این آئی ٹی ودیگر انسٹیٹیوٹس آف نیشنل امپورٹینس میں پسندیدہ شعبے میں داخلہ ہوپائے گا۔

COVID-19 کے اس عالمی وبا کے دوران بھی ان نتائج سے رحمانی پروگرام آف ایکسیلینس (رحمانی 30) کی پوری ٹیم بہت پرجوش اور خوش ہے،لاک ڈاؤن کی وجہ سے دیگر شعبہ ہائے زندگی کی طرح تعلیمی سرگرمی بھی بری طرح متاثر ہوئی ہے۔سارے طلبہ وطالبات سینٹر سے گھر روانہ کردیے گئے۔لیکن رحمانی پروگرام آف ایکسلنس کے ذمہ داروں نے اپریل کے اوائل سے ہی آن لائن کلاسیز اور ٹیسٹ کا نظام جاری رکھا،اور اس کا اہتمام کیا گیا کہ ہر بچے کے پاس ایک انٹرنیٹ ڈیوائس ہو جس کے ذریعے سے وہ اپنی کلاس کرسکیں،کلاس کی رپورٹ لکھ سکیں اور امتحان دے سکیں. طلبہ کے ساتھ صبح وشام بے پناہ محنت کی گئی۔ واضح رہے کہ حکومتی سطح پر جاری کردہ ہائر ایجوکیشن کی رپورٹ میں گذشتہ کئی سالوں سے لگاتار یہ بات سامنے آرہی ہے کہ ملک کے موجودہ تعلیمی ماحول میں اگر ہائر ایجوکیشن کی طرف نظر کی جائے تو مسلمانوں کی کامیابی کا تناسب بمشکل ایک سے چار فیصد ہے اور IIT-,NEETJEE جیسے مقابلہ جاتی امتحانات میں تو کامیابی کا یہ تناسب محض 1 سے 2 فیصد ہے۔ظاہر ہے کہ ایسے سخت اور چیلنجنگ ماحول میں رحمانی پروگرام آف ایکسلنس کی کامیابی کا یہ تاریخی تناسب بتلاتا ہے کہ اگر مسلم طلبہ وطالبات پر یکسوئی کے ساتھ ایک صحیح سمت میں محنت کی جائے تو کامیابی ان کا قدم چومے گی۔

رحمانی پروگرام آف ایکسلنس ملک کے کئی شہروں میں کام کررہا ہے، جیسے پٹنہ، جہان آباد (بہار) اورنگ آباد، خلد آباد (مہاراشٹر) اور بنگلور میں متعدد میڈیکل وانجینئرنگ سینٹر پوری محنت کے ساتھ مسلم طلبہ وطالبات کے مستقبل کو سنوارنے میں لگے ہوئے ہیں۔ان سینٹرز میں ملک کے مختلف صوبوں کے علاوہ بیرون ملک کے این آر آئی طلبہ وطالبات بھی مقابلہ جاتی امتحانات کی تیاری رحمانی پروگرام آف ایکسلنس کی نگرانی میں کررہے ہیں،یقیناً سرحد پار خلیج کے ملکوں میں رہنے والے وطن عزیز کے باشندگان بھی اب اس بات کو محسوس کررہے ہیں، رحمانی پروگرام آف ایکسلنس مقابلہ جاتی امتحانات میں کامیابی کی ضمانت بن چکا ہے۔جوائنٹ انٹرنس ایگزامنیشن سال میں دو دفعہ نیشنل ٹیسٹنگ ایجنسی کے زیر اہتمام منعقد ہوتا ہے، ہر دفعہ اس میں تقریباً دس لاکھ طلبہ حصہ لیتے ہیں. اس امتحان کے ذریعے تقریباً 30 ہزار انسٹیٹیوٹ آف نیشنل امپورٹنس کی انجینئرنگ کی پریمیم سیٹس کے لیے طلبہ کا انتخاب ہوتا ہے،آئی این آئی کیٹیگری ہندوستانی پارلیمنٹ کے ایک ایکٹ کے ذریعہ قائم کی گئی تھی تاکہ مسلسل کامیابی کے لئے ضروری تعلیمی تنظیموں کو شناخت اور خصوصی فنڈ فراہم کیا جاسکے۔مذکورہ بالا مقابلہ جاتی امتحان کے ذریعہ آئی این آئی میں جاکر طلبا اعلی درجے کی تعلیم ،مناسب تحقیقی سہولیات اور بین الاقوامی تحقیقی مواقع سے فائدہ اٹھاسکتے ہیں اور تعلیم عملی طور پر مفت یا انتہائی سبسڈی پر ہوتی ہے۔

رحمانی پروگرام آف ایکسلنس (رحمانی 30) اپنی سرپرست تنظیم رحمانی فاؤنڈیشن کے ساتھ بہت مؤثر انداز میں کمیونٹی کی تعلیمی ناامیدی کو امید اور یقین میں بدل رہا ہے، ہر گزرتے سال کے ساتھ یہ اپنے طریقہ کار کو مؤثر بنارہا ہے۔مفکر اسلام امیر شریعت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی (بانی رحمانی 30) نے کہا ہے کہ یقیناً یہ کامیابی جناب ابھیانند جی کی انتھک محنت اور رہنمائی، سینئر لیڈرشپ، فیکلٹی، مینجمنٹ ودیگر عملہ کے ساتھ طلبہ اور ان کے گارجین کے درمیان مقصد کی شناسائی اور باہمی تعاون ہی کی وجہ سے ممکن ہوسکی ہے۔انھوں نے کہا کہ اگر ہم سب کا باہمی تعاون نہ ہوا ہوتا تو ایسی تاریخی کامیابی کا حصول ممکن نہیں تھا۔

اردو کو لازمی سبجیکٹ بنایا جائے: تنظیم امارت شرعیہ مغربی چمپارن

مورخہ ۱۶/ستمبر ۲۰۲۰ء بروز بدھ آدرش بیاہ بھون منواپل بتیا میں تنظیم امارت شرعیہ مغربی چمپارن ضلعی کمیٹی کے ممبران اور بلاک کے ذمہ داران کی میٹنگ ہوئی،مجلس کی صدارت تنظیم امارت شرعیہ ضلع مغربی چمپارن کے صدر مولانا محبوب عالم نعمانی نے فرمائی،اور نظامت کا فریضہ تنظیم امارت شرعیہ رام نگر بلاک کے سکریٹری مولانا نفیس احمد قاسمی نے انجام دیا،مجلس کا آغاز مولانا نسیم انظر کی تلاوت کلام پاک سے ہوا جبکہ نعت نبی مولانا عبداللہ نورالدین نے پیش کی۔تنظیم امارت شرعیہ ضلع مغربی چمپارن کے سکریٹری جناب ذاکر بلیغ رحمانی نے ضلعی کمیٹی کے ذمہ داران وممبران کے نام کا اعلان کیا،پھر حاضرین نے اپنا اپنا تعارف کرایا،تنظیم کی اہمیت وضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے تنظیم امارت شرعیہ کے نائب صدر مولانا نیاز احمد قاسمی نے فرمایا کہ اسلام اپنے پیروکاروں کو جہاں عبادات اور معاملات کی رہنمائی کرتا ہے وہیں ایک امیر کی ماتحتی میں سمع وطاعت کی زندگی گذارنے کا بھی حکم دیتا ہے،ہمیں بھی اپنے امیر کی ماتحتی میں سمع وطاعت کے ساتھ زندگی گذارنی ہے اور حضرت امیر شریعت کے پیغام کو ضلع کے ہر فرد تک پہونچانا ہے،مولانا محمد قاسم ندوی نے فرمایا کہ ملک کی آزادی میں مسلمانوں کی بہت بڑی قربانی رہی ہے،آج ملک میں امن وامان برقرار رکھنے کے لئے ہم سبھوں کو اپنی قربانی پیش کرنی ہوگی۔میٹنگ کے اندر بلاک کے ذمہ داروں کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا اور موجودہ حالات میں امارت شرعیہ کی جو ہدایتیں ہیں ان پر عمل کو یقینی بنانے اور امارت شرعیہ کے شعبہ مالیات کو مضبوط کرنے کا فیصلہ لیا گیا، میٹنگ میں کئی اہم تجاویز بھی منظور ہوئیں،اردو زبان کے ساتھ سوتیلا پن پر گفتگو کرتے ہوئے ایڈوکیٹ ذاکر بلیغ نے کہا کہ مرکزی وصوبائی دونوں سرکاروں کے سانٹھ گانٹھ سے اردو کو ختم کرنے کی سازش کی جارہی ہے، تنظیم امارت شرعیہ مغربی چمپارن اس کی مخالفت کرتی ہے اور نتیش سرکار سے اپیل کرتی ہے کہ اردو کی لازمیت کو نصاب میں دوبارہ شامل کیا جائے،اردو بہار کی دوسری سرکاری زبان ہی نہیں بلکہ اس میں بہار کی صدیوں کی تہذیب چھپی ہوئی ہے،اردو کے ختم ہونے سے بھارت کی تہذیب ختم ہوجائے گی۔میٹنگ میں شرکت کرنے والوں میں گلریز احمد، ڈاکٹر محمد عالم، شفقت رضا، آفاق حیدر، روح الامین، مولانا نجم الدین، مفتی غیاث الدین، حاجی نیاز احمد، مولانا خالد قاسمی، مفتی موسیٰ قاسمی وغیرہ کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

تاریخ ہند کا ایک بے نظیر بہادر محمد بن بختیار خلجی

مولانا احمد فاضل دیوبند

ہندوستان کے قرون وسطیٰ کی تاریخ میں سلطان محمد غوری کے نامور سپہ سالار محمد بن بختیار فاتح بنگال وبہار کے شاندار کارنامے ہمیشہ یادگار رہیں گے۔محمد غوری نے ۱۱۹۳ء میں پرتھوی راج کو شکست دیکر ہندوستان میں اپنا اقتدار قائم کرلیا تھا، پنجاب کے علاوہ دہلی، اجمیر، گوالیار، میرٹھ، بدایوں، بنارس وغیرہ اس کے زیرنگیں تھے اور قطب الدین ایبک اس کے نائب کی حیثیت سے اس کے مقبوضات پر حکومت کررہا تھا،اور نظم ونسق کے ساتھ ساتھ سلطنت کو وسعت دے رہا تھا۔خوش قسمتی سے اسے محمد بن بختیار جیسا ہوشیار، جری، شجاع، فرزانہ سپہ سالار میسر آگیا جس کے جنگی کارناموں کی دھاک دور دور تک بیٹھی ہوئی تھی ۱۱۹۷ء میں اس بہادر شخص نے صرف دوسو سواروں کی موجودگی میں بہار فتح کرلیا اور گراں بہا مال غنیمت لیکر دہلی آیا (طبقات ناصری از منہاج سراج ۱۴۶)

اس تعجب خیز کامیابی نے جہاں دشمنوں کو لرزہ براندام کردیا وہاں حاسدوں کے دلوں کو بھی جلا کر خاک کردیا،انہوں نے اس کو قطب الدین کی نظروں سے گرانے کے لئے اس پر جھوٹے الزام لگائے اور اسے ہلاک کرنے کی سازش کی، یہاں تک کہ اسے تنہا ایک ہاتھی سے لڑنے پر مجبور کیا،محمد بن بختیار نے شیر کی طرح اپنے کرز کے ایک ہی وار سے ہاتھی کو ایسا مجروح کیا کہ وہ بے قرار ہوکر بھاگا،محمد بن بختیار نے اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کا تعاقب کیا، قطب الدین نے اس کی بے باکی اور جانبازی کے صلہ میں خلعت کے علاوہ اسے خود بھی گرانقدر انعام دیا،اور امراء سے بھی دلوایا،محمد بن بختیار نے فراخدلی اور سرچشمی سے اپنے حاسدوں کو نہ صرف معاف کیا، بلکہ سارا انعام ان میں تقسیم کردیا اور مزید فتوحات کے لئے پھر مشرق کا رخ کیا۔اس وقت بنگال کا راجہ لکشمن سین تھا ،جو اسی (۸۰) برس کا بوڑھا تھا اور اسی برس سے حکومت کررہا تھا، کیونکہ اپنے والد کے انتقال کے وقت وہ حمل میں تھا،اس لئے اس کی والدہ کے پیٹ پر تاج رکھ کر اس کی بادشاہی کا اعلان کیا گیا تھا،وہ پیدا ہونے سے پہلے ہی بنگال کا راجہ تھا اور اس کی مدت حکومت اس کی عمر سے زیادہ تھی۔

راجہ لکشمن سین نے محمد بن بختیار کی شجاعت کی شہرت سن کر نجومیوں اور برہمنوں سے صورت حال کے متعلق مشورہ کیا،انہوں نے عرض کیا کہ ہماری پرانی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بنگال پر عنقریب ترکوں کا قبضہ ہونے والا ہے، اب اس پیشن گوئی کی تصدیق کے آثار نظر آرہے ہیں،محمد بن بختیار بہار پر ضرور حملہ کرے گا،اس لئے فوراً صلح کرلینی چاہئے۔راجہ نے دریافت کیا کہ جو شخص ہمارا راج چھینے گا اس کی کوئی علامت ہے؟ نجومیوں نے جواب دیا کہ اس کے دونوں بازو اس قدر لمبے ہیں کہ گھٹنوں سے نیچے لٹکتے ہیں جب وہ سیدھا کھڑا ہوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کی انگلیاں اس کی پنڈلیوں تک پہونچتی ہیں۔(طبقات ناصری ۱۴۸)

راجہ نے جاسوس روانہ کئے جنھوں نے محمد بن بختیار میں یہ نشان دیکھ کر راجہ کو خبر دی، یہ سن کر لوگ گھبرا گئے اور بہت سے اہل دربار جان کے خوف سے شہر چھوڑ کر بھاگ گئے،لیکن راجہ نے لڑے بغیر تخت وتاج سے دست بردار ہونا اپنی شان کے خلاف سمجھا اس لئے کہیں جانے کا ارادہ نہ کیا۔۱۱۹۹ء کے آخر یا ۱۲۰۰ء کے آغاز میں محمد بن بختیار نے بہار سے بنگال کی طرف کوچ کیا، بنگال کی سرحد پر پہونچ کر اس نے تمام سپاہ کو پیچھے چھوڑا اور صرف اٹھارہ سوسواروں کے ساتھ راجدھانی نودیہ میں داخل ہوا اور خاموشی سے راج محل کی جانب چل دیا، راستہ میں اس نے کسی سے بات نہ کی اور نہ کسی نے اس پر شبہ کیا،لوگوں نے اسے گھوڑوں کا سوداگر سمجھ کر مزاحمت نہ کی اور وہ صحیح سالم محل تک پہونچ گیا،اس وقت راجہ کھانے کے لئے دسترخوان پر بیٹھا ہوا تھا اور سونے چاندی کے برتن اس کے سامنے چنے جارہے تھے، ناگاہ محل کے پھاٹک سے شور سنائی دیا اور شہر میں ترک ترک کا غلغلہ بلند ہوا۔ابھی راجہ کو واقعہ کی اطلاع نہ ہوئی تھی کہ محمد بن بختیار اور اس کے اٹھارہ ہمراہی محل میں گھس گئے،تلواروں کی جھنکار اور دربانوں کی چیخ پکار سن کر راجہ کو حقیقت معلوم ہوئی اور وہ بوکھلا کر اسی حالت میں پابرہنہ ایک چور دروازہ سے نکل کر بھاگ گیا،اس کا تمام خزانہ، مال ومتاع محمد بن بختیار کے ہاتھ آیا اور بنگال بھی سلطنت غوریہ کا ایک حصہ بن گیا۔بنگال کا صدر مقام نودیہ سے لکھنوتی منتقل کیا گیا اور کئی مقامات پر مدرسے، مسجدیں اور خانقاہیں تعمیر کی گئیں۔(طبقات ناصری ۱۵۰ء ہسٹری آف بنگال از اسٹیوارٹ ۶۱)

ان فتوحات سے محمد بن بختیار کی ہمت بڑھ گئی اور اس نے ایک لشکر جرار کے ساتھ تبت پر یورش کی، لیکن سرد پہاڑیوں سے گذرتے ہوئے ہزاروں آدمی برف سے ٹھٹھر کر مر گئے اور اسے ناکام بنگال واپس آنا پڑا جہاں ۱۲۰۶ء میں اس نے وفات پائی۔ بہار اور بنگال جیسی وسیع اور طاقتور سلطنتوں کو بالترتیب دوسو اور اٹھارہ آدمیوں کی مدد سے ایک دم فتح کرلینا ایک حیرت انگیز کارنامہ تھا، جس کی نظیر تاریخ عالم میں مشکل سے ملے گی، مورخین نے اسے ایک عجوبہ کہا ہے، اس لحاظ سے محمد بن بختیار کا شمار دنیا کے بہترین فاتحین میں ہونا چاہئے۔

اس زمانہ میں مٹھی بھر آدمیوں کو لیکر ایک اجنبی اور دشمن ملک میں داخل ہونا اور سیکڑوں میل طے کرنا غیر معمولی جسارت کا کام تھا جس کی وجہ سے اسے ’’شیر بنگال‘‘ کہنا بے جا نہیں ہے۔ یہ فتوحات جتنی جلدی اور آسانی سے ہوئیں اتنی ہی قطعی اور فیصلہ کن ثابت ہوئیں، بہار اور بنگال پر مسلسل ساڑھے پانچ سو برس یعنی جنگ پلاسی ۱۷۵۷ء تک اسلامی پرچم لہراتا رہا۔

Volume:60/70,Issue:37 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

ساحل کے سکوں سے کسے انکار ہے لیکن
طوفان سے لڑنے میں مزہ اور ہی کچھ ہے
(آل احمد سرور)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

نئی نسل کو نشہ آور اشیاء سے بچایئے

مولانا مفتی خلیل احمد

اسلام نے انسداد جرائم کے لئے مسکرات یعنی نشہ آور چیزوں کو حرام قرار دیا ہے حتی کہ شراب کو ''ام الخبائث'' قرار دیا،اس کی وجہ سے بے شمار خرابیاں واقع ہوتی ہیں، کیونکہ نشہ کی وجہ سے عقل کی صحیح فکر ختم ہوکر حیوانی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، انسان کے اندر ہر دو کیفیتیں موجود ہیں، جب عقل مغلوب ہو جائے،خواہشات نفس،حیوانی جذبات پر غالب آجائیں تو انسان پر کنٹرول کرنے والی چیز ختم ہو جاتی ہے اور وہ برائی کا ارتکاب کرنے لگتا ہے اور یہ بری عادت فرد سے جماعت اور جماعت سے قوم میں منتقل ہو جاتی ہے اور پوری قوم کو برباد کردیتی ہے،اس لئے قرآن مجید میں ارشاد ہے:يَآأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ(مائدہ:۹۰) یعنی بلا شبہ شراب، جوا، بت اور پانسے (یہ سب) ناپاک شیطانی کام ہیں،تو ان سے بچتے رہو تا کہ کامیاب ہو۔

قرآن مجید شراب کو ''رجس'' یعنی گندگی اور ناپاکی سے تعبیر کر رہا ہے اور اس کو عمل شیطان بتا رہا ہے،عمل شیطان بتانے کی وجہ یہی ہے کہ شیطان برائیوں کی طرف لے جاتا ہے،فساد و بگاڑ پیدا کرتا ہے،لوگوں کے درمیان افتراق وانتشار ڈالتا ہے،محبت کو عداوت سے بدلتا ہے،میاں بیوی میں دوری پیدا کرتا ہے اور ہر کار خیر سے روکتا ہے۔

ماضی میں ملک کی جس کسی ریاست میں جب کبھی نشہ بندی کا قانون نافذ کیا گیا تو خواتین نے اس قانون کا سب سے زیادہ پرتپاک خیر مقدم کیا، ظاہر ہے وہ اس قانون کی وجہ سے سکون محسوس کر رہی تھیں، خیر مقدم کرنے والی خواتین میں زیادہ تر غیر مسلم خواتین تھیں، اخبارات، رسائل، ذرائع ابلاغ اس کے شاہد ہیں،اب سوال یہ ہے کہ پوری دنیا میں خواتین کے حقوق کی علمبردار تحریکیں بڑھتی ہوئی شراب نوشی پر کیوں خاموش ہیں؟ وہ کیوں شراب بندی کا پرزور مطالبہ نہیں کرتیں؟ اس مسئلہ کو لے کر کیوں احتجاج منظم نہیں کیا جاتا؟ چونکہ آج کی دنیا صرف زبانی دعوے اور دکھاوے کے کام کو سب کچھ سمجھتی ہے، اس لئے موجودہ تہذیب کسی کو سکون نہیں دے سکتی، خرابیوں کی ہمت افزائی کے ساتھ اصلاح کی کوشش عبث ہے، اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے دوا کے ساتھ بدپرہیزی، یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ موجودہ معاشرہ بغیر دوا کے بدپرہیزی کا شکار ہے، اس پر یہ امید کی جارہی ہے کہ صحت ہو جائے گی، ''ایں خیال است محال است وجنوں''۔ نشہ کے طریقے، اسباب وذرائع مختلف ہوتے ہیں، موجودہ زمانہ کی ترقی نے نئے طریقوں کو بھی ایجاد کیا ہے، طریقے کتنے ہی ہوں اور ان کی شکلیں مختلف کیوں نہ ہوں، وہ سب (ایک علت جامعہ) ''نشہ'' کے تحت حرام قرار پاتے ہیں۔

اسلام میں کسی صورت میں بھی نشہ کے جواز کا پہلو نہیں نکلتا، حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کا قول ہے: اللہ نے حرام میں شفاء نہیں رکھی۔ اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ علاج کی خاطر بھی حرام اشیاء کا استعمال درست نہیں ہے، اگرچہ کہ دیگر فقہاء چند قیود وشرائط کے ساتھ علاج کے طور پر اس کی اجازت دیتے ہیں: (۱) پہلی شرط یہ ہے کہ تشخیص کرنے والا ڈاکٹر دیندار ہو (۲) اس کے تجربہ کے لحاظ سے کوئی دوا اس مریض کے لئے فائدہ بخش ثابت نہ ہو (۳) بجز حرام کے کوئی اور دوا سے علاج ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں دیگر فقہاء بقدر ضرورت علاج کی اجازت دیتے ہیں، لیکن ان کے پاس بھی نشہ کی اجازت نظر نہیں آتی، اتنی سختی نشہ کے مفاسد کے پیش نظر ہے، کیوں کہ قاعدہ ہے کہ جس میں زیادہ نقصان ہوتا ہے اس میں احتیاط بھی زیادہ کی جاتی ہے، مرض جتنا بڑا ہوتا ہے پرہیز بھی اتنا زیادہ کیا جائے گا، اس لئے اسلام میں سختی کے ساتھ اس کو روکا گیا اور قابل عبرت سزا رکھی گئی، اس کی سزا شریعت اسلامیہ میں ۸۰ر کوڑے مقرر کی گئی، یہ ایسی سزا ہے کہ انسان اس سزا کی وجہ سے اس لعنت سے بچ جاتا ہے، اور اس کا ارادہ نہیں کرتا، اگر ایسی سخت سزا نہ دی جائے تو معمولی سزا کی پرواہ کئے بغیر وہ اس میں مبتلا رہے گا اور معاشرہ میں فساد و بگاڑ لاتا رہے گا، سزا کا مطلب ہی یہ ہے کہ مجرم جرم سے تائب ہو اور سزا کے خوف سے اس جرم کا پھر اعادہ نہ کرے، مومن کے لئے گناہوں سے بچنے کے لئے پہلی چیز خوف خدا ہے، یہ سب سے بڑا ذریعہ ہے گناہوں سے بچنے کا، کیوں کہ اس کے ذریعہ بندہ اعلانیہ ہو یا پوشیدہ ہر حال میں اپنے آپ کو گناہوں سے بچاتا ہے، جب کہ دنیا کی کوئی طاقت تنہائی میں گناہوں سے روک نہیں سکتی، اسلام سب سے پہلے اپنے متبعین میں خوفِ خدا پیدا کرتا ہے، تا کہ مسلمان نیک بن جائیں اور ان کا معاشرہ گناہوں اور خرابیوں سے محفوظ رہے، لیکن اسلام اس حقیقت کو بھی نظر انداز نہیں کرتا کہ انسان نفس اور شیطان کے دھوکہ اور فریب کاری کا شکار ہو جاتا ہے اور گناہ کا ارتکاب کرتا ہے، اس لئے نظم دنیا کو باقی رکھنے کے لئے دنیوی سزا مقرر کی گئی، آخرت کی جزا وسزا اپنی جگہ ہے، آخرت کی سزا کی وجہ سے دنیا کی سزا ختم نہیں ہوگی، صرف آخرت کی سزا پر اکتفا کیا جاتا تو یہ دنیا نفس اور شیطان کے فتنہ انگیزیوں سے مصیبت گاہ بن جاتی، اچھے انسانوں کا جینا محال ہو جاتا، اس لئے اسلام نے نظم دنیا کو بھی ملحوظ رکھا اور جزائے آخرت کا تصور بھی دیا، معاشرہ میں صلاح وفلاح کی بقا اور فساد و بگاڑ کے ازالہ کے لئے سزائیں مقرر کی گئیں۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: كلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته کے تحت ہر فرد اپنی ذمہ داری کو محسوس کرے اور تا بہ حد امکان اچھائیوں کے پھیلانے، خرابیوں کو دور کرنے کی کوشش کرتا رہے، کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ صرف حکومت کی ذمہ داری ہے، یقیناً حکومت کی ذمہ داری ہے، لیکن اس کی وجہ سے افراد یا جماعتیں اپنی ذمہ داریوں سے بری نہیں ہوسکتے، ہر ایک کو اپنے اپنے دائرہ کار میں کوشش کرنی لازم ہے، اس طرح ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ ''مسکرات'' کے خلاف مہم چلائیں۔ سماج میں رونما ہونے والے خرافات ومنکرات کو بتائیں اور سمجھائیں کہ اس عمل سے صحت خراب ہوتی ہے، اخلاق بگڑتے ہیں، سماجی حیثیت متاثر ہوتی ہے، بیوی بچوں کے حقوق تلف ہوتے ہیں اور فحش بکواس، بہتان تراشی، زنا، سرقہ اور دیگر بے حیائیوں کے راستے نکلتے ہیں، ان تمام امور کے پیش نظر نشہ کو حرام سمجھنا اور اس کے خلاف مہم چلانا، انسانیت کی مدد کرنا ہے۔

تین سالوں میں ''یو اے پی اے'' کے تحت 3005 کیسز درج، لیکن صرف 821 فرد جرم وقت پر داخل

ایشلن میتھیو

مرکزی حکومت نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ گزشتہ تین سالوں میں 3005 کیسز ''یو اے پی اے'' کے تحت رجسٹرڈ ہوئے ہیں جن میں صرف 821 فرد جرم 180 دنوں کے اندر داخل کی گئی ہیں۔ حکومت کا یہ بھی کہنا ہے کہ ان کیسز میں 3974 لوگوں کو ملزم بنایا گیا ہے، یہ جواب مرکزی وزارت داخلہ نے سی پی آئی رکن پارلیمنٹ بنوئے وسوم کے ذریعہ بدھ کے روز پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں دیا۔ جواب مرکزی وزیر مملکت برائے داخلہ جی کشن ریڈی نے نیشنل کرائم ریکارڈس بیورو (این سی آر بی) کے 2016 سے 2018 تک کے ڈاٹا کا حوالہ دیتے ہوئے پیش کیا۔

جی کشن ریڈی نے سوال کے تفصیلی جواب میں خبر دی کہ غیر قانونی سرگرمیاں امتناعی قانون (یو اے پی اے) Unlawful Activities (Prevention) Act کے تحت 2016، 2017 اور 2018 میں بالترتیب 999، 1554 اور 1421 لوگوں کو گرفتار کیا گیا، وزارت نے ساتھ ہی بتایا کہ ان تینوں سالوں میں بالترتیب 232، 272 اور 217 کیسز میں 180 دنوں کے اندر فرد جرم داخل کیا گیا۔ علاوہ ازیں 2017 اور 2018 میں بالترتیب 92 اور 52 فرد جرم داخل کیے گئے جن کی مدت کار ایک سے دو سال کے درمیان رہی۔ وزارت کے مطابق سیکورٹی ایجنسیز کے ذریعہ 2017 اور 2018 میں بالترتیب 31 اور 10 فرد جرم دو سال کی تاخیر سے بھی داخل کیے گئے۔

قابل ذکر ہے کہ فوجداری ضابطہ کے مطابق فرد جرم داخل کرنے کے لیے 60 دنوں کا وقت ہوتا ہے، لیکن اگر اعتماد کی مجرمانہ خلاف ورزی (سیکشن 409) کا معاملہ ہوتا ہے تو یہ مدت 90 دنوں کی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اگر یو اے پی اے سے متعلق کیس ہوتا ہے تو سیکورٹی ایجنسیز فرد جرم داخل کرنے کے لیے 180 دنوں کا وقت لے سکتی ہیں۔ بہر حال، وزارت کے ذریعہ اس سلسلے میں کوئی جانکاری نہیں دی گئی کہ جو لوگ قید میں تھے، ان میں سے کس کو فرد جرم داخل کرنے میں ہوئی تاخیر کے سبب ضمانت دی گئی۔ وہ شخص ضمانت کا حقدار ہوتا ہے اگر جانچ کرنے والی ایجنسی 90 دن کے اندر فرد جرم داخل کرنے میں ناکام ہو جاتی ہے، تاہم ملزم کو 180 دنوں تک ضمانت دینے سے انکار کیا جاسکتا ہے اگر وہ یو اے پی اے کے تحت گرفتار کیا گیا ہے، یو اے پی اے کے ضابطہ کے مطابق ملزم پیشگی ضمانت بھی نہیں لے سکتا ہے۔

یہ تفصیلات موجودہ وقت میں انتہائی اہم اس لیے ہیں کیونکہ دہلی پولس نے 15 طلبہ اور سماجی کارکنان کو یو اے پی اے کے تحت گرفتار کیا ہے، اور ان میں سیاسی کارکن عمر خالد، خالد سیفی، دیونگنا کلیٹا، گلفشاں فاطمہ اور نتاشا نروال کا نام شامل ہے۔ جبکہ عمر خالد کو اس ہفتے کے شروع میں 10 دنوں کے لیے پولس تحویل میں بھیج دیا گیا ہے اور دیگر افراد اپریل اور مئی سے ہی جیل میں بند ہیں۔ اس سے قبل سماجی کارکن سدھا بھاردواج، رونا وِلسن، سریندر گڈلنگ، شوما سین، مہیش راوت، ارون فریرا، سدھیر دھوالے 2018 میں یو اے پی اے کے تحت گرفتار ہوئے تھے۔ ان کا نام بھیما کورے گاؤں تشدد سے جوڑا گیا تھا جو کہ جنوری 2018 میں پیش آیا تھا، یہ سبھی اب تک جیل میں ہیں، ان کے کیسز اب تک آگے نہیں بڑھ پائے ہیں، جب کہ ان کے خلاف پونے پولس نے پہلا فرد جرم داخل کیا تھا اور اس کے بعد سے اب تک چھ مہینے گزر چکے ہیں، ان سب کی ضمانتیں مستقل طور پر مسترد کردی گئی ہیں۔

WEEK ENDING-21/09/2020, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,
نقیب قیمت فی شمارہ -/6 روپے ششماہی -/200 روپے سالانہ -/300 روپے